﴿... اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِاللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ﴾ (آل عمران: ٧٤) ﴿... عَسٰى اَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾ (بنی إسرائیل: ٨٠)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ نصیر أحمد قمر

جلد ۲ — جمعہ ۲۰ جنوری ۱۹۹۵ء — شمارہ ۳

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

یاد رکھو کہ بغیر یقین کے تم تاریک زندگی سے باہر نہیں آسکتے اور نہ روح القدس تمہیں مل سکتا ہے مبارک وہ جو یقین رکھتے ہیں کیونکہ وہی خدا کو دیکھیں گے

اے خدا کے طالب بندو! کان کھولو اور سنو کہ یقین جیسی کوئی چیز نہیں۔ یقین ہی ہے جو گناہ سے چھڑاتا ہے۔ یقین ہی ہے جو نیکی کرنے کی قوت دیتا ہے۔ یقین ہی ہے جو خدا کا عاشق صادق بناتا ہے۔ کیا تم گناہ کو بغیر یقین کے چھوڑ سکتے ہو۔ کیا تم جذبات نفس سے بغیر یقینی تجلی کے رک سکتے ہو۔ کیا تم بغیر یقین کے کوئی تسلی پا سکتے ہو۔ کیا تم بغیر یقین کے کوئی سچی خوش حالی حاصل کر سکتے ہو۔ کیا آسمان کے نیچے کوئی ایسا کفارہ اور ایسا فدیہ ہے جو تم سے گناہ ترک کرا سکے۔ کیا مریم کا بیٹا عیسیٰ ایسا ہے کہ اس کا مصنوعی خون گناہ سے چھڑائے گا۔ اے عیسائیو! ایسا جھوٹ مت بولو۔ جس سے زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ یسوع خود اپنی نجات کے لئے یقین کا محتاج تھا اور اس نے یقین کیا اور نجات پائی۔ افسوس ہے ان عیسائیوں پر جو یہ کہہ کر مخلوق کو دھوکہ دیتے ہیں کہ ہم نے مسیح کے خون سے گناہ سے نجات پائی ہے۔ حالانکہ وہ سر سے پیر تک گناہ میں غرق ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ ان کا کون خدا ہے۔ بلکہ زندگی تو غفلت آمیز ہے۔ شراب کی مستی ان کے دماغ میں ہے۔ مگر وہ پاک مستی جو آسمان سے اترتی ہے اس سے وہ بے خبر ہیں۔ اور جو زندگی خدا کے ساتھ ہوتی ہے اور جو پاک زندگی کے نتائج ہوتے ہیں وہ اس سے بے نصیب ہیں۔ پس تم یاد رکھو کہ بغیر یقین کے تم تاریک زندگی سے باہر نہیں آسکتے اور نہ روح القدس تمہیں مل سکتا ہے۔ مبارک وہ جو یقین رکھتے ہیں کیونکہ وہی خدا کو دیکھیں گے۔ مبارک وہ جو شبہات اور شکوک سے نجات پا گئے ہیں۔ کیونکہ وہی گناہ سے نجات پائیں گے۔ مبارک تم جبکہ تمہیں یقین کی دولت دی جائے کہ اس کے بعد تمہارے گناہ کا خاتمہ ہو گا۔ گناہ اور یقین دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔ کیا تم ایسے سوراخ میں ہاتھ ڈال سکتے ہو جس میں تم ایک سخت زہریلے سانپ کو دیکھ رہے ہو۔ کیا تم ایسی جگہ کھڑے رہ سکتے ہو جس جگہ کسی کوہ آتش افشاں سے پتھر برستے ہیں یا بجلی پڑتی ہے یا ایک خونخوار شیر کے حملہ کرنے کی جگہ ہے یا ایک ایسی جگہ ہے جہاں ایک مہلک طاعون نسل انسانی کو معدوم کر رہی ہے۔ پھر اگر تمہیں خدا پر ایسا ہی یقین ہے جیسا کہ سانپ پر یا بجلی پر یا شیر پر یا طاعون پر تو ممکن نہیں کہ اس کے مقابل پر تم نافرمانی کر کے سزا کی راہ اختیار کر سکو۔ یا صدق و وفا کا اس سے تعلق توڑ سکو۔

اے وے لوگو! جو نیکی اور راستبازی کے لئے بلائے گئے ہو۔ تم یقیناً سمجھو کہ خدا کی کشش اس وقت تم میں پیدا ہو گی اور اسی وقت تم گناہ کے مکروہ داغ سے پاک کئے جاؤ گے جبکہ تمہارے دل یقین سے بھر جائیں گے۔ شاید تم کہو گے کہ ہمیں یقین حاصل ہے۔ سو یاد رہے کہ یہ تمہیں دھوکہ لگا ہوا ہے۔ یقین تمہیں ہرگز حاصل نہیں کیونکہ اسکے لوازم حاصل نہیں۔ وجہ یہ کہ تم گناہ سے باز نہیں آتے۔ تم ایسا قدم آگے نہیں اٹھاتے جو اٹھانا چاہئے۔ تم ایسے طور سے نہیں ڈرتے جو ڈرنا چاہئے۔ خود سوچ لو کہ جس کو یقین ہے کہ فلاں سوراخ میں سانپ ہے وہ اس سوراخ میں کب ہاتھ ڈالتا ہے۔ اور جس کو یقین ہے کہ اس کے کھانے میں زہر ہے وہ اس کھانے کو کب کھاتا ہے۔ اور جو یقینی طور پر دیکھ رہا ہے کہ اس فلاں بن میں ایک ہزار خونخوار شیر ہے اس کا قدم کیونکر بے احتیاطی اور غفلت سے اس بن کی طرف اٹھ سکتا ہے۔ سو تمہارے ہاتھ اور تمہارے پاؤں اور تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں کیونکر گناہ پر دلیری کر سکتی ہیں۔ اگر تمہیں خدا اور جزا سزا پر یقین ہے۔ گناہ یقین پر غالب نہیں ہو سکتا اور جبکہ تم ایک بھسم کرنے اور کھا جانے والی آگ کو دیکھ رہے ہو تو کیونکر اس آگ میں اپنے تئیں ڈال سکتے ہو اور یقین کی دیواریں آسمان تک ہیں۔ شیطان ان پر چڑھ نہیں سکتا۔ ہر ایک جو پاک ہوا یقین سے پاک ہوا۔ یقین دکھ اٹھانے کی قوت دیتا ہے یہاں تک کہ ایک بادشاہ کو تخت سے اتارتا ہے اور فقیری جامہ پہناتا ہے۔ یقین ہر ایک دکھ سہل دیتا ہے۔ یقین خدا کو دکھاتا ہے اور ہر ایک کفارہ جھوٹا ہے اور ہر ایک فدیہ باطل ہے اور ہر ایک پاکیزگی یقین کی راہ سے آتی ہے۔ وہ چیز جو گناہ سے چھڑاتی ہے اور خدا تک پہنچاتی اور فرشتوں سے بھی صدق اور ثبات میں آگے بڑھا دیتی ہے وہ یقین ہے۔ ہر ایک مذہب جو یقین کا سامان پیش نہیں کرتا وہ جھوٹا ہے۔ ہر ایک مذہب جو یقینی وسائل سے خدا کو دکھا نہیں سکتا وہ جھوٹا ہے۔ ہر ایک مذہب جس میں بجز پرانے قصوں کے اور کچھ نہیں وہ جھوٹا ہے۔ خدا جیسے پہلے وہ تھا اب بھی ہے۔ اور اس کی قدرتیں جیسے پہلے تھیں وہ اب بھی ہیں۔ اور اس کا نشان دکھلانے پر جیسا کہ پہلے اقتدار تھا وہ اب بھی ہے۔ پھر تم کیوں قصوں پر راضی ہوتے ہو۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹، صـ ۶۶ تا ۸۸)

مختصرات

"الفضل انٹرنیشنل" میں اس کالم کے اجراء کا مقصد یہ ہے کہ احباب جماعت کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ان تازہ بتازہ ارشادات سے اطلاع ہو سکے جو حضور انور "مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ" کے پروگرام "ملاقات" میں بیان فرماتے ہیں۔ کالم کا عنوان یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس جگہ تفاصیل کا بیان، مقصود نہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ اس اشاریہ کے مدد سے احباب اصلی پروگرام سن کر بھرپور استفادہ کر سکیں گے۔

ہفتہ ۳۱ دسمبر ۱۹۹۴ء:

بچوں کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پروگرام ٹیلی کاسٹ ہوا۔ ایک بچی نے بنگلہ میں نظم سنائی اور ایک بہت چھوٹی بچی نے "جھوٹ" کے عنوان پر یاد کی ہوئی تقریر بہت اچھے انداز میں سنائی۔ اس کے بعد ایک بچہ نے کرسمس کی مناسبت سے (یہ مجلس ۲۴ دسمبر کو منعقد ہوئی تھی اور ۳۱ دسمبر کو ایم۔ ٹی۔ اے پر دکھائی گئی) حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے درخواست کی کہ آپ ہمیں حضرت عیسیٰؑ کی کہانی سنائیں۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قرآن کریم کے بیان کے مطابق حضرت عیسیٰؑ کے کچھ حالات زندگی سنائے۔ وقت ختم ہو جانے کی وجہ سے کہانی مکمل نہ ہو سکی۔

اتوار یکم جنوری ۱۹۹۵ء:

انگریز احمدی احباب کے ساتھ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی جس میں حسب ذیل سوالات کئے گئے:۔

☆ 'Begotten Son' کی اصطلاح کا کیا مطلب ہے؟

☆ کیا لاٹری سے ملنے والی رقم مسجد بنانے کے کام آسکتی ہے؟

☆ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے کئی مقامات پر اپنے لئے "ہم" کا لفظ استعمال کیا ہے۔ عیسائی کہتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ اور خدا بھی ہیں۔ اس کا کیا جواب ہے؟

☆ جبکہ اللہ تعالیٰ سب مخلوق کا رازق ہے تو کیا دنیا کمانا اور فیملی کے لئے کچھ جائداد بنانا یا رقم جمع کرنا وغیرہ صحیح ہے؟

☆ مکان خریدنے کے لئے حکومت سے جو قرض لیا جاتا ہے اس کے متعلق حضور انور کا کیا خیال ہے؟

☆ ۲۵ دسمبر کو جو کرسمس منایا جاتا ہے کیا یہ مذہبی تہوار ہے؟

☆ مسلمان مرد، عورتوں سے مصافحہ کیوں نہیں کرتے؟

☆ کیا مرد ریشم کی ٹائی استعمال کر سکتا ہے؟

سوموار۔ منگل، ۲۔ ۳ جنوری ۱۹۹۵ء:

حسب پروگرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہومیو پیتھی کی کلاسز نمبر ۵۷ اور ۵۸ لیں۔ منگل کی کلاس میں ادویہ کے متعلق بتاتے ہوئے جو فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے:

جسم کے اندر بجلی کی لہریں چل رہی ہیں اور ہر حصہ میں مختلف وولٹیج کی بجلی ہوتی ہے اور ساری بجلی جسم کے اندر ہی بنتی ہے اور اندر ہی استعمال ہوتی ہے۔ ساتھ ہی خون بھی ہوتا ہے۔ مگر اس کی نمی سے اس بجلی کو علیحدہ رکھا گیا ہے تاکہ نقصان نہ ہو۔ جبکہ برسات میں بعض دفعہ نمی کی وجہ سے بجلی تاروں سے باہر نکل کر نقصان پہنچاتی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اندر حفاظت کا ایسا سامان کر رکھا ہے کہ اس بجلی سے جسم کو نقصان نہیں پہنچتا۔ نیز حضور نے بتایا کہ تمہاری پیدائش سے زمین و آسمان کی پیدائش زیادہ پیچدار ہے لیکن تمہیں علم نہیں۔ تم اس بات کو سمجھتے نہیں ہو۔ انسان اپنی پیدائش تک تو پہنچ جاتا ہے اور اپنے اندرونے پر غور کر سکتا ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ اس سے پیچدار اور چیز تو ہو نہیں سکتی۔ اور زمین و آسمان سادہ سے دکھائی دیتے ہیں۔ موٹے موٹے اڑ رہے ہیں فلکی اجرام اور حرکت میں ہیں۔ بس اتنا دکھائی دیتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ بہت زیادہ پیچدار معاملہ ہے۔ اب سائنس دان کچھ اس پر غور کر کے اس کے پیچ در پیچ حل معلوم کر رہے ہیں۔ مگر بہت کنارے پر ہیں۔ دو چیزوں میں تحقیق بالکل سطحی ہے۔ ایک کائنات جب وجود میں آئی ہے، تو پتہ لگ گیا ہے ان کو Mathematics کے ذریعہ، کہ پہلے سیکنڈ کے کروڑویں حصہ میں یہ ہوا ہو گا، پھر یہ ہوا۔ پھر یہ ہوا۔ بس ٹھیک ہو گیا۔ جیسے اب خود بخود یہی ہونا چاہیئے تھا۔ حالانکہ یہ نہیں ہونا چاہئے تھا۔ کیوں آخر یہ ایک ذرہ مائیکرو Universe بنا ہے۔ اس کے گرد خاص طریق پر مائیکرو الیکٹرون نے حرکت شروع کی ہے۔ اور ان کی حرکت کے جو قوانین ہیں وہ الگ بتائے گئے ہیں۔ سب سے پہلا دھوکہ جو سائنس دانوں کو اس دور میں لگا تھا وہ نیوٹرانک تھیوریز کے مطابق جو Calculation کی گئی تھیں کہ ہر ذرہ جو حرکت کرتا ہے تو اس کو یہ قوانین کنٹرول کر رہے ہیں۔ ہر سیارہ جو حرکت کر رہا ہے اس کے یہ قوانین ہیں...... ایٹم کی دنیا میں وہ قوانین جھوٹے نکلے ہیں اور حیران رہ گئے ہیں کہ اور ہی قوانین چل رہے ہیں اور اسی لئے ان کو خیال پیدا ہوا کہ پھر کیا وجہ ہے۔ یہ تو عقل کے خلاف بات ہے، یوں نہیں ہونا چاہئے۔ لیکن عقل کے خلاف بات نہیں وہاں انہیں قوانین کی ضرورت ہے۔ .... انسان کے اندر جو تخلیقی راز چھپے ہوئے ہیں وہ حیرت انگیز ہیں اور خدا تعالیٰ کی سب تخلیقات میں جن کا انسان کو علم ہے سب سے زیادہ پیچیدہ، سب سے زیادہ منظم اور سب سے زیادہ حیرت انگیز، خود انسان کی پیدائش ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ تو تم کچھ معلوم کرو گے۔ مگر جو تمہیں سادہ سی باتیں خود بخود دکھائی دے رہی ہیں، ان میں زیادہ گہرے، پیچ دار قوانین عمل پیرا ہیں۔

باقی صفحہ نمبر ۱۵ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

الحمد للہ کہ ہفت روزہ انٹرنیشنل دن بدن مقبولیت حاصل کر رہا ہے اور قارئین کرام کی اس میں دلچسپی بڑھ رہی ہے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس میں تنوع پیدا کرنے، اسے مزید دلچسپ اور مفید بنانے اور اس کے معیار کو بلند سے بلند تر کرنے اور کرتے چلے جانے کی بے حد گنجائش باقی ہے۔ اس کے لئے ہمیں دنیا بھر سے اپنے قارئین کرام سے صرف مشوروں اور تجاویز ہی کی نہیں بلکہ ان کے عملی تعاون کی ضرورت ہے۔ ہمارا مقصد تعلیم و تربیت، تبلیغ و دعوت الی اللہ اور اشاعت و استحکام اسلام ہے۔ ہم نے تمام دنیا کو امت واحدہ بنانا ہے۔ ہر قسم کے دکھ اور شر اور فساد کو دور کر کے دنیا کو امن و انصاف سے بھرنا ہے۔ ہماری کوشش ہوتی ہے کہ الفضل میں شائع ہونے والے مضامین اپنے اندر مقصدیت رکھتے ہوں۔ گزشتہ دنوں محمود ہال لندن میں ایم۔ ٹی۔ اے۔ کی باقاعدہ نشریات کے آغاز پر ایک سال مکمل ہونے پر ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ایم۔ ٹی۔ اے۔ کے پروگرام Productive، معلوماتی اور بامقصد ہونے چاہئیں اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ ان میں بوریت نہ ہو۔ اگر کوئی پروگرام دلچسپ ہے لیکن بے مقصد ہے تو وہ ہمارا کردار نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی پروگرام معلوماتی ہے لیکن بوریت رکھتا ہے تو یہ بھی ہمارا مقصود نہیں۔ دراصل الفضل انٹرنیشنل کے لئے لکھنے والوں کو بھی یہی رہنما اصول پیش نظر رکھنے چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا بھر میں مختلف علوم کے سینکڑوں ماہرین جماعت احمدیہ میں پائے جاتے ہیں۔ اگر وہ اپنے خصوصی علم کے حوالے سے ہی الفضل کے لئے ٹھوس، مفید، علمی اور تحقیقاتی مضامین لکھ کر بھجوائیں تو اس سے اخبار کی افادیت میں اضافہ ہوگا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۶ اور ۲۳ دسمبر ۱۹۹۴ء کے خطبات جمعہ میں خاص طور پر اور اس سے پہلے بھی بعض خطبات و خطابات میں ایم۔ ٹی۔ اے۔ کے لئے مختلف پروگراموں کی تیاری کے سلسلہ میں تفصیل سے ہدایات ارشاد فرمائی ہیں۔ ان میں بیان کردہ موضوعات پر ہی اگر الفضل کے لئے بھی مضامین لکھ کر بھجوائے جائیں تو خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت دلچسپ اور خوبصورت تنوع پیدا ہوگا۔

الفضل آپ کا اپنا اخبار ہے اسے آپ نے اور ہم سب نے مل کر سنوارنا ہے۔ اسے مزید دلچسپ اور مفید بنانا ہے اور اس کے دائرہ اثر کو وسیع کرنا ہے۔ روزمرہ زندگی کے سینکڑوں تجارب، مشاہدات اور معلومات ایسی ہیں جن میں آپ دوسروں کو اپنے ساتھ شامل کر کے انہیں فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ آپ اپنے ایسے مشاہدات و تجربات جو کسی بھی پہلو سے دوسروں کے لئے مفید ثابت ہو سکتے ہیں لکھ کر ہمیں بھجوائیے۔ مختلف واقعات پر اپنے محسوسات و قلبی کیفیات کو تحریر میں ڈھالئے اور ہمیں ارسال فرمائیے۔ آپ جیسا بھی لکھ سکتے ہیں اور جس موضوع پر بھی لکھ سکتے ہیں لکھئے اور ہمیں بھجوائیے۔ ہم انشاء اللہ آپ کی مرسلہ نگارشات کے انتخاب سے الفضل کو سجائیں گے۔ اگر آپ کے زیر مطالعہ کوئی ایسی کتاب، رسالہ یا مضمون ہے جس کے متعلق آپ سمجھتے ہیں کہ اس کا تعارف قارئین الفضل کے لئے ازدیاد علم اور دلچسپی کا موجب ہوگا تو حسب حال اس کا خلاصہ یا اس کے اہم اقتباسات یا اس پر تبصرہ لکھ کر ہمیں بھجوائیں۔ جہاں ضروری ہو وہاں مکمل حوالہ ضرور درج فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو علم بخشا ہے اسے الفضل کے ذریعہ دوسروں تک پہنچائیں، اپنے علم کے فیض کو وسیع کریں۔ آپ کے ملک میں ایسے ہونہار احمدی طلباء و طالبات موجود ہیں جو علم کے میدان میں، کھیل کے میدان میں یا خدمت انسانیت کے لحاظ سے یا بین الاقوامی سطح پر نمایاں کامیابی حاصل کر کے شہرت پا چکے ہیں تو ان کے تعارف اور انٹرویوز بھی الفضل میں اشاعت کے لئے بھجوائے جا سکتے ہیں۔ پھر ہر ملک کے ابتدائی احمدی، وہ بزرگان جنہوں نے سلسلہ احمدیہ کی خاطر بڑے اخلاص اور وفا کے ساتھ حیرت انگیز قربانیاں دیں ان کی نیک یادوں پر مشتمل مضامین لکھے جا سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں بہت اچھا لکھنے والے اہل علم، اہل قلم، مرد و خواتین موجود ہیں۔ ہم ان سے خاص طور پر قلمی تعاون کے لئے گزارش کرتے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ آپ سب کے تعاون سے آپ کی محنت، کوشش اور دعاؤں سے الفضل میں خوبصورت تنوع بھی پیدا ہوگا اور یہ اخبار ہر پہلو سے ترقی کرتا چلا جائے گا۔ انشاء اللہ۔

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی انسانی فطرت پر بہت گہری نظر تھی اور ایک دنیا کے عظیم معلم کے طور پر لازم تھا کہ آپ کو فطرت کے گہرے راز سکھائے جائیں۔ پس ہر موقع اور محل کے مطابق، اس کی مناسبت سے نصیحت آپ نے فرمائی ہے اور کوئی تعلیم اور تربیت کا پہلو باقی نہیں چھوڑا

احادیث النبی ﷺ

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: اَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰه ﷺ بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ، وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ، وَاِبْرَارِ الْمُقْسِمِ وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ، وَاِجَابَةِ الدَّاعِي، وَاِفْشَاءِ السَّلَامِ. (بخارى، كتاب الأدب، باب تشميت العاطس إذا حمد الله)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بیمار کی عیادت کرنے اور جنازے کے ساتھ جانے اور چھینک مارنے والے کی چھینک کا جواب دینے اور قسم کھانے والے کو اس کی قسم کے پورا کرنے میں مدد دینے اور مظلوم کی مدد کرنے اور دعوت کے لئے بلانے والے کی دعوت قبول کرنے اور سلام کو رواج دینے کا حکم فرمایا۔

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ: مَنْ عَادَ مَرِيْضًا اَوْ زَارَ اَخًالَهُ فِي اللّٰهِ نَادَاهُ مُنَادٍ بِاَنْ طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ وَتَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلاً. (ترمذى، باب ما جاء في زيارة الإخوان)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مریض کی عیادت کرتا ہے یا اللہ تعالیٰ کی (رضا کی) خاطر کسی بھائی سے ملنے جاتا ہے تو اسے ایک منادی ندا دیتا ہے کہ تو خوش رہے، تیرا چلنا مبارک ہو اور جنت میں تیرا ٹھکانہ ہو۔

چھیڑ چھاڑ

اے چشم ناز کر نہ میرے دل سے چھیڑ چھاڑ
کرتے نہیں غنی کبھی سائل سے چھیڑ چھاڑ
کیا کھیلتی ہے سر پر قضا تیری اے جنوں
کرتا ہے تو جو خنجر قاتل سے چھیڑ چھاڑ
کیوں اے بہار غنچوں کا کھلوا رہی ہے منہ
اچھی نہیں ہے شور عنادل سے چھیڑ چھاڑ
کھائے گا تو بھی منہ کی نہ چڑھ آبلوں کے منہ
اے خار کر نہ راہئے منزل سے چھیڑ چھاڑ
اے جذب شوق ضبط دل پرسکوں سے ڈر
مٹتے ہی موج کرتے ہیں ساحل سے چھیڑ چھاڑ
اے پائے شوق فتح یقینی ہے ایک دن
ہوتی یونہی رہی جو سلاسل سے چھیڑ چھاڑ
رکھ ان سے کچھ طبیب سے بھی اے جنون عشق
اچھا ہے کچھ نہ کچھ رہے جاہل سے چھیڑ چھاڑ
کیوں ہنس کے زخم دل یہ نمک ریزی جناب
مردانگی نہیں کہ ہو بسمل سے چھیڑ چھاڑ
ہے اس میں اک جہان تمنا نگاہ ناز
اس دل سے چھیڑ چھاڑ ہے محفل سے چھیڑ چھاڑ
واعظ کے ساتھ الجھنے سے کیا فائدہ تمہیں
گوہر مفید ہوتی ہے عاقل سے چھیڑ چھاڑ
آئینہ رکھ لو سامنے پھر جان جاؤ گے
ہوتی ہے ایسی مد مقابل سے چھیڑ چھاڑ

(حضرت مولانا ذوالفقار علی خان گوہرؓ)

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (ایم۔ ٹی۔ اے) کا ایک سال

(امتہ الشکور ارشد)

M. T. A. کو قائم ہوئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک سال ہو چکا ہے۔ ایم۔ ٹی۔ اے۔ کا قیام نہ صرف تاریخ احمدیت میں ہی بلکہ پوری تاریخ انسانی میں ایک اہم ترین سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے قیام سے وحدت انسانی کا ایک ایسا دور شروع ہو چکا ہے جس کی انتہا انشاء اللہ تعالیٰ اسلام کو تمام ادیان پر غلبے کے وعدہ کے پورا ہونے پر ہوگی۔

اس ادارے کا نام یعنی M. T. A. ایک پر حکمت اور خوبصورت نام ہے۔ ایم۔ ٹی۔ اے۔ اپنے بانی (حضرت) مرزا طاہر احمد (ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) کے نام نامی کا مخفف بھی ہے۔

ایک سال قبل تک جماعت احمدیہ عالمگیر کے لئے اس ادارے کا قیام و انتظام ناممکنات میں سے تھا۔ جماعت کا کل سالانہ بجٹ بھی اس کام کے لئے ناکافی تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ وسائل کا محتاج نہیں ہے۔ وسائل کا خالق ہے اور مالک ہے اس نے ایسے ایسے لوگ پیدا فرما دئے جو اس ادارے کو عملاً بغیر مادی وسائل کے چلا سکیں۔ اسوقت دنیا بھر میں ہزاروں افراد دن رات ایم۔ ٹی۔ اے۔ کے آنریری کارکنوں کے طور پر کام کر رہے ہیں۔ دنیا کے کسی بھی ادارے کے پاس اس تعداد میں رضا کار نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی یہ مخلوق نہ صرف اپنے کام کے مالی معاوضہ سے بے نیاز ہے بلکہ رضا کاروں کی اس فوج کا اوڑھنا بچھونا ہی ایم۔ ٹی۔ اے۔ ہے۔ وہ اپنے روز مرہ کے ذاتی امور سے بھی بے نیاز ہو چکے ہیں۔ بچے اپنی تعلیم کو سپرد خدا کر کے اس کام میں مصروف ہیں۔ عورتیں اپنے بچوں کو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں دے کر اس خدمت دین میں مصروف ہو چکی ہیں۔ مرد اپنے ذاتی امور کو سکیڑ کر خدمت اسلام کے لئے وقت نکال رہے ہیں۔ وغیرہ۔

ایم۔ ٹی۔ اے۔ کا یہ منظر مطلقاً بے مثال ہے اور خالصتاً خلافت احمدیہ کی برکات میں سے ایک عظیم الشان برکت ہے۔ خلافت حقہ کے بغیر اس کا تصور بھی محال ہے اور دنیا اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے اور یقیناً قاصر رہے گی۔ تا آنکہ وہ دائرہ خلافت میں داخل نہ ہو جائے۔ دنیا کا وہ کون سا ادارہ ہے جس کے ڈائریکٹر جنرل، پروگرامر، پروڈیوسر، اناؤنسرز، رپورٹرز، فوٹو گرافرز اور دیگر کارکنان نہ صرف بلا معاوضہ کام کر رہے ہوں بلکہ خود اپنی جیب سے خرچ کر کے اس کام میں شامل ہونے کو اپنے لئے باعث فخر و عزت سمجھ رہے ہوں۔ اور جن کی سب سے بڑی خواہش ہی یہ ہو کہ کاش وہ اپنا مال، اپنی عزت، اپنا وقت اور اپنی تمام تر توانائی اسی کام کی نذر کر سکیں۔ جو اس بظاہر بلا معاوضہ کام کو ہی بہترین معاوضہ سمجھ رہے ہوں۔ اور اسے سعادت دارین سمجھ کر سر انجام دے رہے ہوں۔ نہیں اس صفحہ ارض پر کوئی اور مخلوق ایسی نہیں ہے۔ شمع خلافت پر نثار ہونے والے یہ پروانے اور کہیں نہیں پائے جاتے اور نہ ہی پائے جانے ممکن ہیں۔

اگر خلافت احمدیہ کو یہ پروانے نصیب نہ ہوتے تو ایم۔ ٹی۔ اے۔ کا قیام و انصرام موجودہ حالات میں قطعاً ناممکن تھا۔ یہ کام اربوں بلکہ کھربوں روپوؤں کا متقاضی تھا۔ مادی وسائل کے فقدان کے ساتھ ساتھ انسانی وسائل کا فقدان بھی اس منصوبے کا سنگ راہ تھا۔ ٹریننگ اور مینجمنٹ جیسے مسائل کے دریا کو عبور کرنا بھی فی الوقت جماعت کے دائرہ استعداد میں نہ تھا۔ ایم۔ ٹی۔ اے۔ کی انفرادیت کے پیش نظر تو ایسی ٹریننگ کی سہولیات بھی کم از کم اس کرہ ارض پر تو کہیں موجود نہ تھیں۔ ایم۔ ٹی۔ اے۔ نے تو ایسے پروگرام پیش کرنے تھے جن سے دنیا واقف ہی نہ تھی۔ اس نے تو مروجہ ٹی وی سے یکسر مختلف انداز اختیار کرنا تھا جس کی کوئی مثال موجود نہ تھی۔ اس نے تو ناچ گانے کی قبیل کے پروگراموں کو ٹی وی بدر کرنا تھا۔ ایک نیا ٹی وی ایجاد کرنا تھا جو ابھی تک منصہ شہود پر نہیں آ سکا تھا۔ ایم۔ ٹی۔ اے۔ نے تو ایک نئی زمین اور نیا آسمان بنانا تھا جو پرانی زمین اور پرانے آسمان سے یکسر مختلف تھا۔ پھر کیونکر اور کہاں سے اس کے کارکنوں کو تربیت دی جا سکتی تھی۔ ان کارکنوں کی تربیت تو صرف شمع خلافت کی روشنی ہی میں ممکن تھی کیونکہ ان دیوانوں نے دنیا کے پیچھے تھوڑا ہی چلنا تھا۔ انہوں نے تو دنیا کو اپنے پیچھے لگانا تھا۔ نئی اقدار اور روایات قائم کرنی تھیں تا پرانا ٹی وی خود ہی شرم سے اپنا منہ چھپا لے۔

M. T. A. شجر احمدیت کی ایک بار آور شاخ ہے اور درحقیقت اس کی بنیاد ۱۸۳۵ء میں رکھ دی گئی تھی۔ یہ کوئی اتفاقی حادثات نہیں ہیں کہ جدید سائنس کے تمام ترباینان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے (کم و بیش) ہم عصر تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ یعنی ۱۸۳۵ء سے ۱۹۰۸ء تک انتشار علوم کا زمانہ تھا۔ دنیا کی اہم ترین دریافتیں، انکشافات اور ایجادات اسی دور زمانہ میں وقوع پذیر ہوئیں۔ یہی وہ وحدت انسانی کی بنیادیں تھیں جن پر اسلام کے ادیان غیر پر غلبے کا محل تعمیر ہونا تھا تو دوسری طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام ارتقائے انسانی کا عقدہ حل کرنے میں مصروف کار تھے۔ ادھر آدم سمتھ معاشی اور معاشرتی گتھیاں سلجھانے کی کوشش کر رہا تھا تو ادھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام انہیں گتھیوں کو اسلامی انداز سے سلجھا رہے تھے۔ ایک طرف فرائڈ انسانی اعمال کی بنیادیں نفسانی خواہشات میں تلاش کر رہا تھا تو دوسری طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام انسانی اعمال کی فلاسفی بیان فرما رہے تھے۔ ایک طرف لینن اقتصادی اور معاشرتی مسائل کے حل کے طور پر کیمیونزم ایجاد کر رہا تھا اور دوسری طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام انہی مسائل کا فطری حل پیش فرما رہے تھے۔ ایک طرف یورپین سامراج تہذیبوں کو نگلتا جا رہا تھا۔ تو دوسری طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک عالمگیر تہذیب کی بنیاد رکھ رہے تھے۔ ادھر سٹیم پریس اپنی ارتقائی منازل طے کر رہا تھا اور ادھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام وہ لٹریچر پیدا کر رہے تھے جس نے اسی پریس ہی کے ذریعہ سے دنیا میں انقلاب برپا کرنا تھا۔ ادھر Linotype, Monotype ایجاد ہو رہی تھیں ادھر حضور علیہ السلام ان کے خام مال کی پیداوار میں مصروف تھے۔ ادھر ٹائپ رائٹر ایجاد ہو رہا تھا ادھر اس سے انقلابی کام لینے کی تیاری ہو رہی تھی۔ ادھر ٹیلی گراف اور ٹیلیفون معرض وجود میں آ رہا تھا اور ادھر ان ایجادات کے استعمال کے لئے تیاری ہو رہی تھی۔ ادھر ریلوے لائنیں بچھ رہی تھیں تو ادھر مبلغین اسلام دنیا میں پھیل جانے کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ ادھر وائرلیس، ریڈیو اور ٹیپ ریکارڈر اپنا جادو جما رہے تھے تو ادھر وہ انقلابی مواد تیار ہو رہا تھا جس نے ان ایجادات کو سرخرو کرنا تھا۔ ادھر فوٹو گرافی کی ابتدا ہو رہی تھی اور ادھر وہ مناظر منصہ شہود پر ابھر رہے تھے جو اس فن کا مقصود اول تھے۔ ادھر دنیا ایک شہر کا روپ دھار رہی تھی اور ادھر اس انسانی اجتماع سے فوائد حاصل کرنے کی منصوبہ بندی ہو رہی تھی۔ وعلیٰ ھذا القیاس۔

غرضیکہ یہ سب واقعات جو ۱۸۳۵ء سے ۱۹۰۸ء تک کے عرصہ میں وقوع پذیر ہوئے اس بات کا کھلم کھلا اعلان تھا کہ یہ اتفاقی حادثات ہرگز نہیں ہیں۔ یہ اس قرآنی منصوبے کی مربوط کڑیاں ہیں جس کا اعلان اولاً ۱۴۰۰ سال قبل .... "لیظھرہ علی الدین کلہ" کے الفاظ میں کر دیا گیا تھا۔ اور پھر ۱۸۸۹ء میں قیام جماعت احمدیہ کی شکل میں اسے دہرایا گیا۔ جس خدا نے غلبہ اسلام کا وعدہ دیا تھا۔ اسی خدا نے ایک بطل جلیل کو ۱۸۳۵ء میں پیدا کرنے کے ساتھ ہی ان علوم کے انتشار کا سامان پیدا کر دیا۔ اسلام کے عالمگیر غلبہ کی بنیاد رکھنے کے لئے جن جن وسائل اور سہولیات کی ضرورت تھی انہیں حکمت الٰہیہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی مہیا فرما دیا۔ اور جن چیزوں کی ضرورت بعد میں پیش آنی تھی ان کو آپ کے خلفاء کے زمانہ میں پیدا فرما دیا۔ یہ سب امور ایک ہی زنجیر کی کڑیاں ہیں جو اپنے اپنے وقت پر خود ہی خادموں کی طرح حاضر ہوتی جا رہی ہیں۔ اور "کل شئی خادمک" کا حسین نظارہ پیش کر رہی ہیں۔ ایک یزدانی منصوبہ ہے جو طوعاً و کرھاً اپنی تکمیل کی طرف بڑھ رہا ہے۔ آندھیاں بھی چل رہی ہیں لیکن وہ اس منصوبے کی رفتار پر اثر انداز ہونے سے قاصر ہیں۔ بدتمیزی کے طوفان بھی اٹھ رہے ہیں لیکن یہ منصوبہ اپنی فطری رفتار سے آگے بڑھ رہا ہے۔ انسانی منصوبے اس خدائی منصوبے کے راستے میں حائل ہونے کی کوشش تو کر رہے ہیں لیکن حائل ہو نہیں پا رہے۔ انسانی تدابیر ایک صدی سے اس الٰہی تدبیر کو ناکام بنانے میں اپنا سب کچھ صرف کر رہی ہیں لیکن الٰہی تدابیر انسانی تدبیروں سے کبھی پہلے رکی ہے کہ اب رکے گی۔

اس تدبیر الٰہیہ کا خوبصورت ترین پہلو یہ ہے کہ جن مصنوعی خداؤں کو نابود کرنے کے لئے یہ تدبیر تیار کی گئی ہے۔ انہی مصنوعی خداؤں کے نام لیواؤں سے وہ تمام ہتھیار بنوائے جا رہے ہیں کہ جن ہتھیاروں سے خود انہی کی ہلاکت مقدر کی گئی ہے۔ واللہ خیر الماکرین کی کس قدر خوبصورت تفسیر ہے کہ جن گڑھوں میں ان مصنوعی خداؤں اور ان کی مصنوعی مخلوق نے بالآخر گرنا ہے وہی گڑھے وہ بصد شوق خود اپنے ہی ہاتھوں سے کھود رہے ہیں اور انہیں اس بات کا شعور تک نہیں ہے کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ انہی مصنوعی خداؤں کی اسی مصنوعی مخلوق نے وہ مصنوعی سیارے تیار کئے ہیں جو ایم۔ ٹی۔ اے۔ کی مدد سے اب احمدی سیارے بن چکے ہیں۔

M. T. A. کے یہ احمدی سیارے تربیتی اور تبلیغی دونوں محاذوں پر مصروف عمل ہیں اور یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ یہ ان محاذوں میں سے کس محاذ پر زیادہ مئوثر ثابت ہو رہے ہیں۔ تربیتی محاذ پر ان کی کارکردگی کا یہ عالم ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے خطبات اور دیگر تربیتی خطابات اب ہر روز میسر آ رہے ہیں۔ جس سے جماعت کا علمی اور اخلاقی معیار غیر معمولی رفتار سے مسلسل بڑھ رہا ہے۔ "کونوا مع الصادقین" کی ایک نئی تفسیر سامنے آ رہی ہے۔ صحبت صالحین کا ایک نیا انداز پیدا ہو چکا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کا زمانہ واپس آ چکا ہے۔ جب لوگ جوق در جوق ان کے حجروں میں پہنچ کر "کونوا مع الصادقین" کی ہدایت پر عمل کیا کرتے تھے۔ فرق ہے تو صرف یہ کہ اب صادقین خود چل کر ہر گھر کو منور کر رہے ہیں بلکہ سردار صادقین حضرت خلیفۃ المسیح خود ہر روز ہر گھر میں رونق افروز ہوتے ہیں۔ اور وہ دن بھی یقیناً دور نہیں جب دنیا بھر کے لوگ نہ صرف خلیفہ وقت کی آواز کو سن رہے ہونگے بلکہ حضور سے بات بھی کر سکیں گے۔ پھر وہ وقت بھی اب زیادہ دور نہیں رہا۔ جب بوسٹرز، ڈش انٹینا کی ضرورت ہی کو ختم کر دیں گے۔ اس وقت جو انقلاب برپا ہوگا اس کا تصور روح پرور ہے۔ شاید ایم۔ ٹی۔ اے کو ہر روز عالمی بیعت کا انتظام کرنا پڑ جائے۔ اور "یدخلون فی دین اللہ افواجا" کا نظارہ ہر روز دیکھنے کو ملے۔ خدا کرے جس طرح ایم۔ ٹی۔ اے کا قیام ہمارے وہم و گمان سے بھی جلد تر وقوع پذیر ہوا اسی طرح یہ انتظامات بھی مادی اور انسانی وسائل کے نہ ہوتے ہوئے بھی آ موجود ہوں۔ آمین۔

—○ ○ ○—

تبلیغی محاذ پر بھی ایم۔ ٹی۔ اے۔ نے نہایت قابل قدر خدمات سرانجام دی ہیں اور دے رہا ہے۔ اس کے قیام سے قبل غیر احمدی دنیا تک حضرت خلیفۃ المسیح کی آواز میں احمدیت کا پیغام آڈیو کیسٹ کے ذریعہ پہنچ تو رہا تھا لیکن اس کا دائرہ اثر محدود اور کم بار آور تھا۔ ایم۔ ٹی۔ اے۔ نے اس دائرہ اثر کو وسیع تر، مئوثر تر اور جاذب تر بنا دیا ہے۔ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" کا خدائی وعدہ اپنی پوری شان سے ظہور پذیر ہو چکا ہے۔ اور جس مسیح نے کسی سفید منارے سے اترنا تھا وہ اب ایم۔ ٹی۔ اے۔ کے سفید مینار سے دنیا بھر کو خطاب کر رہا ہے اور ہر روز آسمان سے اترتا ہے۔

ایک بالکل نئی ایجاد

درحقیقت ایم۔ ٹی۔ اے۔ ایک ایسا منفرد ترین ادارہ ہے کہ اسے ایک بالکل نئی ایجاد کہنا ہی بجا تر ہے۔ اس کا مزاج ٹیلی ویژن کے روایتی مزاج سے یکسر مختلف ہے۔ اس کے اسلوب نرالے ہیں۔ اس کا طریق کار اپنی مثال خود ہی ہے۔ اس کی ادائیں اس دنیا کی اداؤں سے مختلف ہیں۔ یہ ٹیلی ویژن رنگ و نسل اور قومیتوں سے بالاتر ہے۔ اس کا اپنا الگ ایک کلچر ہے۔ اس نے روایتی ٹیلی ویژن کے منفی پہلوؤں سے کنارہ کشی اختیار کر کے اس کے مثبت پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے۔ انسانی وقار کو دوبارہ سے بحال کیا ہے اور تفریح کے نام پر انسانیت کی تذلیل کی روایت کو ختم کیا ہے۔

غرضیکہ ایم۔ ٹی۔ اے۔ مستقبل قریب اور مستقبل بعید کا ٹی وی ہے۔ اور اس لحاظ سے یہ اپنی نسل کا خاتم ہے۔ وہ دن اب طلوع ہوتا نظر آ رہا

ہے۔ جب ایم۔ ٹی۔ اے کی مہر کے بغیر کوئی ٹی وی، ٹی وی کہلانے کا مستحق ہی نہیں رہے گا۔ یہ دنیا کے مزاج بدلنے کا ایک آلہ ہے۔ جوں جوں اس کا دائرہ اثر بڑھے گا۔ دنیا کے مزاج خود بخود بدلتے چلے جائیں گے اور اس کی تقلید اسی قدر ناگزیر ہوتی جائے گی۔

سلسلہ ہائے تعلیم انسان

جماعت احمدیہ کا علمی مزاج سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ابتداء ہی سے اپنے گردو پیش سے بدرجہا بلند تر رہا ہے۔ جماعت کا عام ترین فرد بھی علماء کہلانے والوں پر بھاری رہا ہے۔ حتی کہ ان نام نہاد علماء نے مجبوراً دلائل کی شاہراہ سے اتر کر تشدد کی پگڈنڈی پر چلنا شروع کر دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علمی خزائن کی تقسیم کا سلسلہ تو جماعت میں اخبارات، رسائل، تقاریر، خطبات اور دروس، جلسہ ہائے سالانہ، جلسہ ہائے سیرت النبیؐ اور اطفال، خدام، انصار، ناصرات اور لجنہ کے اجتماعات وغیرہ کی شکل میں شروع ہی سے رائج ہو چکا تھا۔ اور اس نے جماعت کے علمی معیار کو نمایاں طور پر اس کے غیر پر غالب کر دکھایا تھا۔ لیکن ایم۔ ٹی۔ اے۔ نے اس علمی غلبہ کو ایک نئی جہت عطا کی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان روحانی خزائن کی تقسیم کے لئے جو طریقہ ہائے کار وضع فرمائے ہیں وہ پہلے تمام طریقہ ہائے کار سے بہت زیادہ مؤثر ثابت ہو رہے ہیں۔ محافل سوال و جواب، ملاقات کے پروگرام، درس القرآن اور دیگر طریقہ ہائے تقسیم خزائن محض اس لئے کہ خود حضرت خلیفۃ المسیح انہیں تقسیم فرماتے ہیں، اپنے اثر کے لحاظ سے دیگر ذرائع پر فوقیت حاصل کر چکے ہیں۔ یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے نہ کہ محض عقیدت کہ خلفاء سلسلہ عالیہ احمدیہ کے الفاظ میں جو اثر ہوتا ہے وہ دیگر ذرائع میں نہیں ہوتا۔ خلیفہ وقت کے کسی ملک کے چندروزہ دورہ سے جو اثرات مرتب ہوتے ہیں وہ دہائیوں کی تبلیغی مساعی سے بھی میسر نہیں آتے۔ ایم۔ ٹی۔ اے۔ نے حضرت خلیفۃ المسیح کو دنیا کے ہر شخص سے گویا ذاتی ملاقات کا موقعہ بہم پہنچا دیا ہے۔

جماعت احمدیہ کی صد سالہ تبلیغی مساعی کے باوجود دنیا کی آبادی کی غالب اکثریت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے خلفاء کے چہروں تک سے نامانوس تھی۔ وہی چہرے جو خود یہ اعلان کرتے نظر آتے ہیں کہ جھوٹوں کے چہرے ایسے نہیں ہوا کرتے۔ عوام الناس کا احمدیت کے متعلق علم ان کے نام نہاد مولویوں کی کذب بیانیوں تک محدود تھا۔ احمدیوں کا کلمہ الگ تھا، ان کی عبادات الگ تھیں، ان کا خدا الگ تھا، ان کا رسول الگ تھا وغیرہ وغیرہ۔ ایم۔ ٹی۔ اے۔ نے جھوٹ، فریب اور مکر کے ان دبیز پردوں کو چاک چاک کر کے دنیا کو احمدیت کا خوبصورت چہرہ دکھایا۔ اور عوام کالانعام کو عوام الناس کی صف میں لا کھڑا کیا۔

CAN YOU SERIOUSLY AFFORD TO TRAVEL BY AIR WITHOUT FIRST CHECKING OUR PRICES? PHONE US FOR A QUOTE

ATLAS TRAVEL

THE TRAVEL AGENTS YOU CAN TRUST

061 795 3656

493, CHEETHAM HILL ROAD, MANCHESTER, M8 7HY

لیکن ایم۔ ٹی۔ اے۔ نے دنیا کو جن انقلابات سے روشناس کیا۔ ان میں سے اندرونی اور تربیتی انقلاب سب سے نمایاں ہو کر سامنے آیا ہے۔ جماعت کو اپنی دوسری صدی کی ضروریات کے لحاظ سے جس تعلیم و تربیت کی ضرورت تھی وہ اسے مہیا کی۔ افراد جماعت کو جس جذبے اور لگن کی ضرورت تھی وہ ان میں پیدا کیا۔ کیا مرد اور کیا عورتیں، کیا بچے اور کیا بوڑھے کچھ اس انداز سے سرگرم عمل ہوئے۔ کہ اس کی مثال تلاش کرنا ناممکن ہے۔ باپ اگر کوئی غلط بات کرتا ہے تو بیٹا اسے حضرت خلیفۃ المسیح کا حوالہ دے کر درست کر دیتا ہے۔ بیوی اپنے خاوند سے اور خاوند اپنی بیوی سے حضرت خلیفۃ المسیح کے حوالے سے بات کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، خلفائے سلسلہ اور بزرگان جماعت کے شعری خزائن ہر بچے کی نوک زبان پر ہیں۔ غرضیکہ جماعت کا مجموعی علمی معیار اس تیزی سے بلند تر ہو رہا ہے۔ جس سے یہ امید پیدا ہوتی ہے کہ اگر جماعت کی علمی ترقی کی رفتار یہی رہی تو ہم انشاء اللہ اپنی دوسری صدی کی توقعات پر پورا اترنے کے قابل ہو سکیں گے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اور ابھی تو ابتداء ہے

ایم۔ ٹی۔ اے۔ ایک منفرد اور مخصوص ادارہ ہونے کے باعث ابھی اپنی Infancy کے دور سے گزر رہا ہے ابھی تو اس نے اپنے بچپن سے گزر کر جوانی کی حدود تک پہنچنا ہے۔ ابھی تو اس کے Earth Stations جگہ جگہ قائم ہونے ہیں ابھی تو وہ بوسٹر لگنا ہے۔ جس سے جنوب مشرقی ایشیا میں ڈش انٹینا کی ضرورت نے ختم ہونا ہے اور پھر دنیا کی شش جہات میں ایم۔ ٹی۔ اے۔ کے بیورو، سٹیشن اور بوسٹرز قائم ہونے ہیں۔ جنہوں نے دنیا کو اس طور پر گھیرنا ہے کہ سورج تو ایک وقت میں صرف آدھی دنیا کو منور کرتا ہے لیکن ایم ٹی اے کا سورج ایک ہی وقت میں دنیا کے دونوں نصفوں کو منور کرے گا۔ زمین کے دونوں نصف کرے منور تو اب بھی بیک وقت ہو رہے ہیں۔ لیکن ڈش اور ریسیورز کے ذرائع سے اور ۲۴ میں سے ۱۲ گھنٹے کے لئے۔ لیکن وہ وقت اب یقیناً دور نہیں ہے جب ایم۔ ٹی۔ اے۔ کا سورج ۲۴ گھنٹے ہی طلوع ہوتا رہے گا اور غروب ہونا بھول ہی جائے گا۔

اور ابھی تو ایم۔ ٹی۔ اے۔ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان کو ایک بین الاقوامی زبان بنانا ہے تاکہ دنیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روحانی خزائن سے براہ راست اور بلاواسطہ مستفیذ ہو سکے۔ ابھی تو ایم۔ ٹی۔ اے۔ نے افواج وقف نو کا تعلیمی اور تربیتی ادارہ بننا ہے اور جامعہ وقف نو کا کردار ادا کرنا ہے۔ ابھی تو ایم۔ ٹی۔ اے نے رنگ و نسل کے امتیازات کو ختم کر کے نوع انسان کو امت واحدہ بنانا ہے وغیرہ۔

لیکن ایم۔ ٹی۔ اے۔ مرزا طاہر احمد کے Initials بھی تو ہیں اور ایم۔ ٹی۔ اے۔ کے کردار کا مرکزی نقطہ حضرت خلیفۃ المسیح ہی ہیں۔ خلافت احمدیہ ہی وہ محور ہے۔ جس کے گرد ایم۔ ٹی۔ اے۔ نے ہمیشہ گھومنا ہے۔ اس کی ساری برکات خلافت ہی سے وابستہ ہیں اور اب کی دفعہ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ خلافت مسیح میں تعطل در نہیں آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ گو خلافت حقہ کا وعدہ قرآنی مشروط بہ مومنین و صالحین ہے لیکن اس شرط کی موجودگی بھی تو اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ قدرت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ قیامت کبریٰ تلک یہ نظام خلافت اسی طرح قائم و دائم رہے۔ آمین۔

M. T. A. لائبریری

ایم۔ ٹی۔ اے۔ کے قیام سے ایک بے مثال آڈیو اور ویڈیو لائبریری کا قیام بھی از خود عمل میں آ چکا ہے۔ خطبات خلافت کے علاوہ ہزاروں مضامین پر مشتمل پروگرام دنیا کی متعدد زبانوں میں تراجم کے ساتھ مستقبل کی ضروریات کے لئے محفوظ ہوتے جا رہے ہیں۔ اس لحاظ سے ایم۔ ٹی۔ اے۔ نہ صرف ایک عدیم المثال لائبریری کا روپ دھار رہا ہے۔ بلکہ یہ دنیا کا سب سے بڑا منفرد ترین اور مؤثر ترین دارالتراجم بھی بن رہا ہے۔ جوں جوں یہ مواد اپنی کمیت، کیفیت اور نوعیت کے اعتبار سے بڑھتا جائے گا توں توں یہ چشمہ روحانی دریاؤں اور سمندروں میں تبدیل ہوتا چلا جائے گا اور یہ لائبریری ایک سے دو، دو سے چار، چار سے آٹھ اور پھر ہزاروں ذیلی لائبریریوں میں تقسیم ہوتی چلی جائے گی۔ حتیٰ کہ کرہ ارض کا کوئی ریڈیو اور ٹی وی اسٹیشن اس لائبریری سے استفادہ کے بغیر چل ہی نہیں سکے گا۔ انشاء اللہ

.... لیظہرہ علی الدین کلہ .....

کام تو درحقیقت سبھی کے سبھی اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے جو سلسلہ اسباب و علل قائم فرما رکھا ہے۔ اس کے اعتبار سے اسباب سے کام لینا بھی دعا ہی کا حصہ ہے۔ آج سے ۱۴۰۰ سال قبل اللہ تعالیٰ نے اسلام کو تمام ادیان غیر پر غالب کرنے کا وعدہ فرمایا تھا۔ اس عالم الغیب نے اس غلبہ کی بنیاد تو پیدائش نوع انسانی کے ساتھ ہی رکھ دی تھی۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد اس تدریجی عمل کی رفتار تیز تر ہوتی چلی گئی۔ زمین سکڑتی رہی، سمندر گلے ملنے لگے، جہازوں نے کشتیوں کی جگہ لے لی، اقوام عالم ایک دوسرے کو پہچاننے لگ گئیں وغیرہ۔ حتیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ کا وقت آن پہنچا۔ اور علوم کے چشمے اس زور شور سے بہنے لگے کہ دیکھتے ہی دیکھتے چھاپہ خانے، وائرلیس، ریڈیو، ٹیلیفون، ٹائپ رائٹر، کمپیوٹر، ہوائی جہاز اور مصنوعی سیارے وجود میں آ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق وہ تمام ذرائع اور سہولیات مہیا فرما دیں جو اسلام کے عالمگیر غلبہ کے لئے بے حد ضروری تھیں۔

لیکن یہ سب کچھ ایک منصوبے کے تحت ہوا نہ کہ اتفاق سے۔ یہ تمام اشیاء "لیظہرہ علی الدین کلہ" کے منصوبے کی لازمی کڑیاں تھیں۔ ساتھ ہی ساتھ اللہ تعالیٰ نے اس عظیم کارخانے کے لئے خام مال بھی مہیا فرما دیا۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا لٹریچر جس کی انہی ذرائع سے تشہیر مقدر تھی۔ ان ذرائع کی وقوع پذیری سے قبل ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علمی خزائن کی شکل میں ظہور پذیر ہو چکا تھا۔ اور مسیح پاک کے اس علم کلام کی اتباع میں خلافت احمدیہ کے زیر سایہ یہ روحانی خزائن ایک نئی شان سے ظاہر ہوتے رہے اور ہو رہے ہیں اور اب اللہ تعالیٰ نے ایم۔ ٹی۔ اے۔ کے ذریعہ سے انہیں ایک اور نئی شان بخش دی ہے۔

مرکزی نقطہ
خلافت نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے

آج سے ۸۰ سال قبل جماعت احمدیہ کے اس وقت کے اکابرین میں سے بہت ساروں نے ایک فیصلہ کیا کہ نظام خلافت کی بجائے Oligarchy کو رائج کیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے خود کو جماعت احمدیہ سے الگ کر کے ایک غیر خلافتی نظام قائم کیا۔ جسے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا نام دیا گیا۔

وہ لوگ بظاہر زیادہ پڑھے لکھے بھی تھے اور مالی وسائل کے اعتبار سے بھی وابستگان خلافت سے مضبوط تر تھے اور ادھر بظاہر کم پڑھے لکھے اور غریب لوگوں کی جماعت تھی جو خلافت سے وابستہ رہی۔ اور آج ۸۰ سال کے بعد غیر خلافتی نظام تو کالعدم ہو چکا ہے لیکن غرباء کا وہ گروہ جو خلافت سے وابستہ رہا دنیا بھر میں پھیل چکا ہے۔

تاریخ کا یہ فیصلہ اپنے اندر یہ سبق رکھتا ہے کہ دراصل غلبہ اسلام کا خدائی وعدہ صرف اور صرف نظام خلافت ہی کے تحت وقوع پذیر ہو سکتا ہے۔ کسی اور نظام کے تحت ایسا ہونا ممکن نہیں ہے۔ اگر ایسا ممکن ہوتا تو اب تک مسلمانوں کی کثرت تعداد و اموال سے یہ کام کب کا ہو چکا ہوتا۔ جبکہ حقیقی صورت حال اس کے بالکل برعکس دکھائی دیتی ہے۔ جب سے مسلمانوں کو سامراج سے آزادی اور کثرت اموال نصیب ہوئی ہے۔ ان کے نصیب ہی سو گئے ہیں۔ ان کی عزت و وقار کا گراف مسلسل گرتا ہی جا رہا ہے۔ اور اب جبکہ کمیونزم کے زوال کے بعد سرد اور گرم جنگوں کا بالعموم خاتمہ ہو رہا ہے۔ مسلمان ملکوں کی باہم جنگیں اور خانہ جنگیاں پہلے سے بھی بڑھ کر وقوع پذیر ہو رہی ہیں۔ مسلمان ممالک پر غیر اسلامی ممالک کے ظلم و ستم اور رعب و دبدبہ میں بھی مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔

اگر اس صورت حال سے کوئی قوم بچ نکلی ہے تو وہ قوم احمدیت ہے۔ جو باوجود اس کے کہ اس پر بھی مظالم تو بڑھتے ہی جا رہے ہیں لیکن اس کی ترقی اور بین الاقوامی وقار میں مسلسل اور تیز رفتاری سے اضافہ ہو رہا ہے۔ یہی اس بات کا قطعی اور تاریخی ثبوت ہے کہ نظام خلافت احمدیہ ہی اب وہ واحد حصار ہے جو غلبہ اسلام کا ضامن ہے۔ اور جماعت احمدیہ کے ہاتھوں جو کام ہو رہا ہے وہ بھی محض اور محض خلافت احمدیہ کا ہی مرہون منت ہے۔

ایم۔ ٹی۔ اے۔ یا کوئی اور ادارہ۔ وہ اسی وقت تک فعال اور مؤثر ہے جب تک وہ خلافت احمدیہ کا بازو ہے۔ جس طرح انسانی بازو، جسم سے الگ ہو کر بے کار ہو جاتا ہے اسی طرح خلافت احمدیہ سے الگ ہو کر افراد اور اقوام غیر مؤثر ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ خلافت احمدیہ کا دامن قیامت تک ممتد فرماتا چلا جائے۔ آمین۔

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

خطبہ جمعہ

دعاؤں کے بعد اصل طاقت ہمارے معاشرہ کے حسن کی طاقت ہے
یہ حسن ہمیں نصیب ہو جائے تو لازماً ہم نے دنیا پہ غالب آنا ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بتاریخ ۹ دسمبر ۱۹۹۴ء مطابق ۹ فتح ۱۳۷۳ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم. الحمد لله رب العٰلمين. الرحمٰن الرحيم. مٰلك يوم الدين. إياك نعبد وإياك نستعين. اهدنا الصراط المستقيم. صراط الذين أنعمتَ عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين.﴾

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں جماعت کی تربیت کی جو میں کوشش کر رہا ہوں اسی سلسلے کا آج کا خطبہ بھی ہے اور بعض احادیث کے حوالے سے معاشرے میں موجود خرابیوں کو دور کرنے کی سعی کی جائے گی۔ اللہ دلوں کو توفیق بخشے کہ ان عظیم نصائح کو جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے سینے میں پھوٹیں اور پہلے اس سے نور بن کر آسمان سے اتری تھیں، ان نصائح کی روشنی میں اپنے سینوں کی ظلمات کو دور کر سکیں۔ یہ جنگ روشنی اور اندھیرے کی جنگ ہے اور قرآن کریم اس مضمون کو اس طرح بیان فرماتا ہے جہاں فرمایا "جاء الحق وزھق الباطل" وہاں یہ مضمون ہے کہ جب صداقت کی روشنی آتی ہے تو جھوٹ کے اندھیرے بھاگ جاتے ہیں۔ "ان الباطل کان زھوقا" ان اندھیروں کے مقدر میں بھاگنے کے سوا ہے ہی کچھ نہیں۔ لیکن اندھیرے موجود ہیں نور آجائے تو سوال یہ ہے کہ جھوٹا کون ہے؟ وہ سینے جھوٹے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہم نے نور مصطفوی ؐ کو سینے میں داخل تو کیا تھا مگر اندھیرے باقی رہے۔ لازماً وہ لوگ جھوٹے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہمارے اندر قرآن کی نصائح داخل ہوئیں، حدیث کی نصائح داخل ہوئیں اور پھر بھی وہ اسی طرح رہے جیسے پہلے تھے۔ پس اصل میں "ولکن تعمی القلوب" والی بات سچی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوا کرتیں دل اندھے ہوتے ہیں۔ روشنی آنکھ بظاہر دیکھتی رہتی ہے لیکن اس روشنی کا مفہوم دل کو سمجھ نہیں آتا۔ پس اندھے دلوں کے اندھیرے زائل اور باطل نہیں ہوا کرتے وہ اسی طرح باقی رہتے ہیں۔ پس اگر دل کو درست نہیں کریں گے تو ان نصائح کا کچھ بھی فائدہ نہیں۔ اندھے دلوں پر یہ نصائح پڑتی ہیں لیکن روشنی نہیں پہنچاتیں اور بظاہر آنکھ دیکھ بھی رہی ہے صاحب عقل، صاحب شعور لوگ دکھائی دیتے ہیں، تعلیم یافتہ بھی ہوتے ہیں ان میں سے، بے تعلیم بھی لیکن سمجھ دار اور پھر بھی نصیحت سنتے ہیں اور اثر نہیں پڑتا۔ تو ان کی بات میں کر رہا ہوں ان کے لئے ہمیں دعا بھی کرنی چاہئے اور سمجھانے کی اس طرح کوشش کرنی چاہئے جیسے جھنجوڑ جھنجوڑ کے کسی کو جگایا جا رہا ہو۔ تعجب ہوتا ہے کہ بعض دفعہ اتنی مرتبہ نصائح کی جاتی ہیں۔ بعض دفعہ بعض جماعتوں کو مخاطب کر کے کہ دیکھیں آپ میں یہ کمزوری ہے ٹھیک کریں ورنہ آپ کا ایمان ضائع ہو جائے گا اور آپ کو جو خدا توفیق دے رہا ہے ماحول میں تبدیلی پیدا کرنے کی، اس سے محروم رہیں گے اور ان لوگوں کا گناہ بھی آپ کے سر ہو گا جو آپ کے اندرونی جھگڑوں کی وجہ سے احمدیت کے فیض سے محروم رہ گئے۔ بہت لوگ سنتے ہیں اور عمل کرتے ہیں۔ کچھ ایسے ہیں جو گانٹھوں کی طرح پڑے رہتے ہیں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔ اس وقت قرآن کریم کی اس آیت کا مفہوم سمجھ آتا ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوا کرتیں، دل اندھے ہو جاتے ہیں۔ پس اللہ ہی ہے جو اندھے دلوں کو بھی توفیق بخشے تو بخش سکتا ہے کہ جو کچھ وہ دیکھیں وہ دل کی آنکھ سے بھی دیکھ رہے ہوں اور جب دل کی آنکھ سے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نور کو دیکھیں گے تو لازماً انسانی دلوں میں پاک تبدیلیاں پیدا ہوں گی۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے قرض سے متعلق بھی مختلف پہلوؤں سے نصیحت فرمائی ہے۔ اب بہت سے جھگڑے ہیں جن کا قرضوں سے تعلق ہے اور قرضوں کا جو معاملہ ہے وہ سب سے زیادہ پیچیدہ ہو جاتا ہے کیونکہ نیتیں لکھی نہیں جاتیں اور ہر شخص اپنی نیتوں کو مختلف بیان کرتا ہے۔ مثلاً بعض لوگ کہتے ہیں اس نے ہم سے قرض لیا تھا وہ واپس نہیں کر رہا اور جب بات ٹٹولی جاتی ہے تو پتہ چلتا ہے اس قرض کے ساتھ منافع کے نام پر کچھ سود بھی وابستہ تھا اور جب سود ساتھ شامل ہو گیا تو اس کو قرض کہنا ہی ناجائز ہے۔ یہ تو فاسد سودا ہے۔ اور پھر جب تحقیق مزید کی جاتی ہے تو بعض دفعہ پتہ چلتا ہے کہ تین لاکھ قرض لیا تھا، پینتالیس ہزار واپس کر بیٹھا ہے، مطالبہ تین لاکھ اور کچھ اور کا ابھی باقی ہے کیونکہ وہ در حقیقت منافع کے نام پر سود خوری تھی۔ اگر اس کو واقعۃً دیانت داری سے تجارتی قرضہ سمجھتے تھے یا سمجھتے ہیں تو اس کا لازمی نتیجہ نکلے گا کہ وہ شخص جو تقریباً کنگال ہوا بیٹھا ہے وہ ان کا دیندار ہی نہیں بنے گا کیونکہ تجارت کے معاملات اور ہیں اور سود کے معاملات اور ہیں۔ اگر آپ منافع کہنے پر مصر ہیں تو جس شخص کے پاس اپنی رقم منافع اور تجارت کے لئے لگائی تھی اگر اس کا مال ڈوب گیا ہے تو آپ کا بھی ڈوب گیا ہے، وہ الگ اوپر کھڑا نہیں رہا اس کے ساتھ ہی ڈوبا ہے وہ بھی، اس لئے وہ دین دار ہی نہیں بنتا۔ اسی لئے دونوں طرف پاؤں رکھنے کی کوشش کر کے اپنی دیانتداری کے حوالوں کے ساتھ ہم نے بڑی محنت سے، حق حلال کی کمائی تھی ہماری جو یہ شخص ظالم لے کے بیٹھ گیا ہے۔ تو ظالم سے پوچھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ اتنا وہ سود دے بیٹھا ہے منافع کے نام پر اور ابھی پوری رقم اور اس کے اوپر مطالبے جاری ہیں۔ تو میں ایسے لوگوں کو کہا کرتا ہوں کہ قضاء میں جاؤ اور قضاء سے فیصلہ کرواؤ کہ یہ کیا چیز تھی۔ اگر تم مصر ہو کہ یہ تجارت تھی تو پھر لازماً تمہیں اس نقصان میں شریک ہونا پڑے گا جس کو تم کہتے ہو اس نے قرض لیا تھا کیونکہ پھر تجارتی قرضے میں نفع نقصان کا انسان ذمہ دار ہوتا ہے اور اگر یہ سود تھا تو یہ حرام کام کیا ہے اور زیادہ سے زیادہ تمہیں اصل زر دلوایا جا سکتا ہے لیکن چونکہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ اصل زر تک معاملہ پھر رہے گا اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ لیکن جس کو تم نے منافع کے نام پر لیا تھا وہ اصل زر کی واپسی شمار ہو گی۔ تو اس قسم کے جھگڑے جو نیتوں کی خرابیوں سے تعلق رکھتے ہیں اور تحریر میں نہیں آرہے ہوتے ان سے بہت نقصان پہنچتے ہیں۔ اور جہاں تک عام روزمرہ کا دستور ہے جس شخص میں قرض کی ادائیگی کی توفیق ہے اسے ضرور قرض ادا کرنا چاہئے اور لیت و لعل کرنا اور ٹالنا یہ بہت بڑے گناہ کی بات ہے اور اس سے ساری سوسائٹی میں ضرورت مند مصیبت میں مبتلا ہوتے ہیں کیونکہ یہ سوسائٹی کا اعتماد ہے جس کے نتیجے میں معاملات میں سہولت پیدا ہوتی ہے۔ اگر ایک سوسائٹی کے متعلق یقین ہے کہ یہاں قرضے واپس کئے جائیں گے، حسب توفیق واپس کئے جائیں گے اور سوسائٹی کا نام نیک ہو جائے تو پھر بڑی سہولت اور آسانی کے ساتھ غریبوں کی ضرورتیں پوری ہوتی رہتی ہیں اور وہ ضرور واپس کرتے ہیں اور اس میں امارت اور غربت کا فرق نہیں ہے، دل کی شرافت کا فرق ہے۔

بعض ایسے غریب لوگ ہیں اور ایسی غریب قومیں ہیں جن کا بمشکل گذارہ ہوتا ہے لیکن جب بھی ان کو قرضہ دیا جاتا ہے ان میں سے کسی کو، وہ اپنے وعدے کے مطابق واپس کرتے ہیں خواہ ان کو اپنی تجارت بیچنی پڑے۔ اب غانا کا معاملہ ہے ابھی دو دن ہوئے ہیں میرے پاس ایک معاملہ پیش ہوا۔ غانا اور بعض غریب افریقن ملکوں میں ہم نے یہ سکیم شروع کی ہوئی ہے کہ جن لوگوں کو پاؤں پر کھڑا کرنا ہے ان کو پاؤں پر کھڑا کرنے کے لئے قرضہ دیتے ہیں اور سہولت دیتے ہیں کہ اپنی مرضی بتاؤ کب تک واپس کر سکو گے۔ تو ایک شخص جس کو قرضہ دیا گیا تھا اس کی مدت واپسی کی پوری آگئی اس نے ایک ایک پائی دلوا دی کیونکہ جو شرافت ہے یہ جب بولتی ہے تو اثر رکھتی ہے۔ ایک دیانت دار کی بات میں بڑی طاقت پیدا ہو جاتی ہے اگر وہ نہ دیتا اور ٹالتا رہتا جیسا کہ ہمارے ملک میں اکثر پاکستان میں خصوصیت سے اور ہندوستان میں بھی عموماً یہ بات پائی جاتی ہے، ہندوستان میں عموماً میں نے اس لئے کہا ہے کہ مجھے ذاتی طور پر علم ہے لیکن پاکستان کو تو میں جانتا ہوں کہ قرضہ لیا واپسی کی نوبت ہی نہیں آرہی۔ صاحب توفیق بھی ہے تب بھی نہیں دے رہا اور اگر توفیق نہیں ہے تو پھر بھی ٹالتا ہے وقت کے اوپر آکر ذمہ داری کا نمونہ نہیں دکھاتا بلکہ اچھا جی آج نہیں کل دے دیں

گے، کل نہیں تو پرسوں دے دیں گے اور جو ٹالنا ہے اس میں جھوٹ ہوتا ہے۔ اگر ٹالنے میں مجبوری ہو تو وہ ٹالنا قابل برداشت ہے لیکن جس ٹالنے میں پتہ ہے کہ میں نے نہیں دینا اس میں وہ پھیرے ڈلوانے والی بات ہے اور وہ محسن جس بے چارے نے اپنی ضرورت کاٹ کر یا زائد میں سے کچھ رقم ایک دفعہ دے دی وہ ایسا اس کی نظر میں برا بن جاتا ہے کہ وہ گویا اس پر ظلم کرنے آ رہا ہے۔ جب اس کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے تو اس کو آگے سے پھر سختی سے جواب ملتے ہیں میرا پیچھا چھوڑو، نہیں ہیں اس وقت، میں نہیں دے سکتا۔ تو بدتمیزیاں بھی ساتھ شروع ہو جاتی ہیں۔ تو چھوٹے چھوٹے معاملات میں اگر نیتیں گندی ہوں تو ساری سوسائٹی کے معاملات گند سے بھر جاتے ہیں تعفن پیدا ہو جاتا ہے ان میں بدبو پیدا ہوتی ہے۔ بعض دفعہ اسی بنا پر لڑائیاں بڑھیں اور بہت بڑھ گئیں اور مار کٹائیاں بھی ہوئیں کہ ایک شخص غریب نے قرضہ دے دیا تھا کسی کو، وہ مطالبے کے لئے جاتا رہا یہاں تک کہ اس کے بچوں نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کو زدوکوب کیا کہ تم ہوتے کون ہو ہمیں تنگ کرنے والے۔

> **بہت سے جھگڑے ہیں جن کا قرضوں سے تعلق ہے۔ اس قسم کے جھگڑے جو نیتوں کی خرابیوں سے تعلق رکھتے ہیں اور تحریر میں نہیں آ رہے ہوتے ان سے بہت نقصان پہنچتے ہیں**

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو قرض کے معاملے میں اپنی سنت قائم فرمائی ہے اور نصیحتیں فرمائی ہیں وہ اتنی واضح ہیں کہ ان کے بعد سوسائٹی میں کسی قسم کی قرض سے تعلق رکھنے والے دکھ کے باقی رہنے کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ اسی سلسلے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں (یہ حوالہ بخاری سے لیا گیا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، استطاعت رکھنے والے کا جب کہ سب کچھ موجود ہو قرض ادا نہ کرنا اور ٹال مٹول سے کام لینا ظلم ہے۔ جب تم میں سے کسی کا قرض کسی دولت مند کے ذمے لگایا جائے اور وہ اس بات کو مان لے کہ قرض وہ ادا کر دے گا تو قرض خواہ کو اس کی سپردگی اور حوالگی مان لینی چاہئے اور بے جا ضد نہیں کرنی چاہئے۔

اس میں دو باتیں ہیں اول یہ کہ اگر تمہارے پاس توفیق ہے تو پھر لازماً دو ورنہ تم ظالموں میں شمار ہو گے اور اگر توفیق نہیں ہے تو یہ کوشش کرو کہ کوئی ایسا شخص جو متمول ہو اور جس کو تم پر اعتماد ہو وہ ذمہ داری قبول کر لے اور قرض خواہ کو یہ نصیحت فرمائی گئی ہے اس صورت میں کہ اگر وہ ذمہ داری قبول کر لیتا ہے تو تم یہ مان لیا کرو پھر اور تنگی نہ ڈالا کرو۔

ایسے موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا خود اسوہ یہی تھا کہ ایک دفعہ مثلاً ایک یہودی نے آ کر بہت سختی کی اور سخت کلامی کی یہاں تک کہا کہ آپ کے خاندان کا یہی طریق ہے پرانا کہ قرض لیتے ہیں واپس نہیں کرتے، اور خاندانی طعن آمیزی جو ہے آج کل بھی جاری ہے، پرانے زمانے میں بھی یہود کیا کرتے تھے اور حدیثوں میں رواج موجود ہے کہ ایسے موقع پر قرض خواہ پھر تنگ کرتا ہے اور گستاخی کرتا ہے لیکن ایسے موقع پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت غصہ آیا۔ وہ موجود تھے اور انہوں نے تلوار پر ہاتھ ڈالا کہ ایسا بدتمیز اور بداخلاق جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق زبان کھول رہا ہے تو آپؐ نے فرمایا عمر! نہیں یہ نہ کرو۔ تمہیں یہ کرنا چاہئے تھا کہ مجھے حسن ادائیگی کی درخواست کرتے اور اس کو حسن طلب کا سلیقہ سکھاتے۔ کیسا پیارا کلام ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جو سب دنیا کو دونوں باتیں سکھانے کے لئے آئے تھے عجز اور انکسار کا یہ عالم ہے اور اصل میں ہمیں سکھانے کی خاطر حضرت عمرؓ سے کہتے ہیں کہ مجھے نصیحت کرتے اور اس موقع پر جائز تھا کوئی حرج نہیں۔ مجھے کہتے کہ یا رسول اللہ وقت کے اوپر دینا آپ ہی کی تعلیم ہے خدا نے آپ کو عطا کی ہے اور خود کہہ کر یہ نصیحت مانگنا بتاتا ہے کہ ایک ادنیٰ بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طبیعت پر یہ گراں نہ گذرتا۔ مگر صحابہ کا ادب تقاضا کرتا تھا کہ جن سے سیکھتے ہو ان کو سکھانے کی کوشش تو نہ کرو کم سے کم۔

> **جس شخص میں قرض کی ادائیگی کی توفیق ہے اسے ضرور قرض ادا کرنا چاہئے اور لیت و لعل کرنا اور ٹالنا یہ بہت بڑے گناہ کی بات ہے**

تو دوسرے لفظوں میں جو بات آنحضورؐ نے بتائی وہ حضرت عمر اور دیگر صحابہ جہاں تک طلب کرنے والے کا تعلق ہے اس کو نصیحت کرنا یہ جائز ہی نہیں تھا بلکہ ضروری تھا کہ اس سے کہا جاتا کہ دیکھو تم نے مطالبہ کیا ہے تمہارا مطالبہ پورا ہو گا لیکن یہ باتیں بنانا جائز نہیں۔ لیکن اس نصیحت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک ضامن وہیں سے لیا یہ نہیں فرمایا کہ یہ بعد میں دے گا فرمایا جاؤ اس کو ابھی دو اور جتنا حق ہے اس سے زیادہ دو۔ اب یہ بھی ایک نیا اسلوب داخل فرما دیا قرض لینے اور دینے کے معاملات میں کہ باوجود اس کے کہ گستاخی کر رہا تھا اس کے ساتھ کوئی سختی نہیں فرمائی بلکہ اس کو اور زیادہ دینے کی نصیحت فرمائی اور کہا یہ سچ کہتا ہے جو وقت تھا اس سے کچھ اوپر گزر گیا ہے۔ پس اگر توفیق نہیں ہے تو تب ایسے لوگ جن سے تمہارے تعلقات ہیں، جن کو تم پر اعتماد ہے وہ ایسے موقع پر مدد کر سکتے ہیں اور فرمایا کہ جو قرض طلب کرنے والا ہے اگر ایسے موقع پر کوئی ضامن پیش کیا جائے خواہ وہ فوری ادائیگی نہ بھی کر سکے تو قرض کے طلب کرنے والے کے اوپر مناسب یہی ہے کہ وہ سہولت دے۔

پھر ایک موقعہ پر یہ فرمایا کہ اگر تم تنگی دیکھتے ہو تو ضامن کے بغیر بھی ویسے ہی سہولت دے دیا کرو۔ اگر کوئی شخص قرض لے بیٹھا ہے اور مشکل میں مبتلا ہے تو مطالبہ کرنے میں بھی سختی نہ کرو۔ تو ایک طرف ادائیگی کرنے والے پر ذمہ داری ڈالی کہ اگر تمہیں توفیق ہے تو لازماً ادا کرو۔ دوسری طرف مطالبہ کرنے والوں کو ادب سکھایا کہ ایسے موقع پر مطالبے میں سختی نہیں کرنی چاہئے بلکہ جہاں تک ممکن ہے ڈھیل دینے کی کوشش کرو۔ یہ باتیں اگر ایک سوسائٹی میں داخل ہو جائیں تو لازماً ضرورت مند کی جائز ضرورتیں قرضوں کے ذریعے پوری ہو سکتی ہیں اور قرضہ والے کو بھی کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی بلکہ ہو سکتا ہے کہ کوئی بااخلاق انسان جتنا قرضہ لیا ہے اس سے بھی زیادہ واپس کر دے اور کسی سود کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ سوسائٹی کے آپس کے معاملات آسان ہو جاتے ہیں جیسے کسی مشین کو Lubricate کر دیا ہو اچھی طرح اس میں مناسب تیل دے دیا جائے تو کل پرزے چلتے ہیں لیکن آواز تک نہیں آتی لیکن اگر یہ Lubrication کا انتظام نہ ہو تو چیخوں کی آوازیں، شور کی آوازیں، کھٹاکھٹ کی آوازیں آنی شروع ہو جاتی ہیں، مشینیں گرم ہو جاتی ہیں گرم ہو کے Jam ہو جاتی ہیں۔ تو سوسائٹیں کا بھی یہی حال ہے وہ بھی بداخلاقیوں سے گرم ہوتی ہیں، شور اور چیخوں کی آوازیں ان سے پیدا ہوتی ہیں اور پھر ایک موقع پر آ کر ان کے معاملات رک جاتے ہیں اور روز مرہ کی ضرورت کی چیزیں پوری نہیں ہو سکتیں۔ اقتصادی مشین کے پہیے چلتے چلتے Jam ہو جاتے ہیں۔ جام ہونا اردو محاورہ ہے انگریزی میں "جیم" ہو گئے لیکن اردو میں جام لفظ چلتا ہے آج کل۔ وہ جام ہو گئے یعنی پکڑے گئے خشکی کی وجہ سے ایک دوسرے سے رگڑ کر اب ان میں چلنے کی طاقت نہیں رہی کیونکہ پھر وہ سوج بھی جاتے ہیں ان میں بعض ذرات اٹک جاتے ہیں تو واقعتہً وہ مشین پھر چلنے کے لائق نہیں رہتی۔ پھر اس سے ساری قوم کو اقتصادی نقصان پہنچتا ہے۔ جن دنوں میں یہ اعتماد اونچا ہو قوم کا ان دنوں میں ساری قوم کی تجارت ترقی کرتی ہے۔

حضرت ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے متعلق میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ آپ فقیہہ تھے اور فقہ کے مضمون میں جو آپ کو سربلندی اور بلند مرتبہ نصیب ہوا اس میں کوئی فقیہہ آپ کا شریک نہیں ہے۔ سب دنیا میں سب سے زیادہ ہردلعزیزی آپ کو عطا ہوئی لیکن اس کے باوجود ایسے بڑے تاجر تھے کہ اس زمانے کے لحاظ سے کروڑ پتی تھی اور وجہ ان کی دیانت تھی صرف، اور کچھ نہیں تھا۔ اس زمانے میں سوسائٹی میں دیانت ایک قدر تھی جس کی سب سے زیادہ قیمت پڑتی تھی اور دیانت واقعتہً ایک قدر ہے جس کی بہت بڑی قیمت پڑتی ہے۔ ایسی سوسائٹیں میں بھی جہاں ایسے بحران آ جاتے ہیں کہ نوکریوں سے لوگوں کو باہر نکالا جاتا ہے۔ بسا اوقات بعض احمدی مجھے بتاتے ہیں کہ نہ صرف یہ کہ ہمیں نکالا نہیں بلکہ ترقی دے دی اور وجہ یہ بتائی کہ تم دیانتدار ہو۔ ہم جانتے ہیں، ہمیں اعتماد ہے، اس لئے زیادہ تعلیم یافتہ، اپنے ہم نسل کو تو نکال دیا مگر ایک دوسری قوم سے تعلق رکھنے والے دیانتدار کو نہیں نکال سکے کیونکہ اپنا نقصان تھا۔

ایک موقعہ پر مجھے پتہ لگا کہ ایک بہت امیر چنیوٹی خاندان ہے ان کا مطالبہ آیا ہے کہ ہمیں احمدی

SUPPLIERS OF FROZEN AND FRIED MEAT SAMOSAS, VEGETABLE SAMOSAS, CHICKEN SAMOSAS & LAMB BURGERS - PARTIES CATERED FOR
KHAYYAMS
280 HAYDONS ROAD, LONDON SW19 9TT - TEL: 081 543 5882

M.A. AMINI TEXTILES
SPECIALISTS IN: FABRIC PRINTING, PRINTED 90" COTTON & CRIMPLENE, QUILT & BED SETTEE COVERS, PRAYER MATS, BEDDINGS ETC., ETC.
PROVIDENCE MILL, 108 HARRIS STREET, BRADFORD BD1 5JA
TEL: 0274 391 832 MOBILE: 0836 799 469
81/83 ROUNDHAY ROAD LEEDS, LS8 5AQ
TEL: 0532 481 888 - FAX NO. 0274 720 214

کارکن مہیا کرو تو مجھے انہوں نے خط لکھا کہ اس طرح ہم سے مطالبہ ہے ہم کریں یا نہ کریں۔ میں نے کہا ضرور کرو اور پتہ بھی کرو کیا بات ہے۔ مجھے علم تھا کہ کیا ہوگی لیکن میں سننا چاہتا تھا تو انہوں نے اپنے منہ سے صاف اقرار کیا کہ بات یہ ہے کہ میرا تجربہ ہے جب جتنے احمدی کارکن میں نے رکھے ہیں وہ غیروں کی نسبت زیادہ دیانتدار ثابت ہوئے ہیں اس لئے میرا کوئی احسان نہیں ہے بلکہ میری مجبوری ہے۔ اور انگلستان میں بھی ایک ایسی جگہ ہے ،ایک ایسا ادارہ ہے جہاں احمدیوں کو صرف اس غرض سے رکھا جارہا ہے کہ باوجود دینی مخالفت کے اور بڑے بھاری دینی دباؤ کے وہ مالک سمجھتا ہے کہ یہ زیادہ دیانتدار ہیں ان پر میں اعتماد کر سکتا ہوں دوسروں پر ایسا اعتماد نہیں کر سکتا۔ تو دیانت سے بڑھ کر کوئی بڑا سرمایہ نہیں ہے اگر دیانت ہو تو بے پیسے کے بھی انسان کی ضرورت پوری ہو جاتی ہے اور ایسے انسان پر دوسرا یقین کرتا ہے، اعتماد کرتا ہے۔ اس کو سرمایہ دے کر آگے بڑھانے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن اگر دیانت نہ ہو تو امیر سے امیر آدمی کا سرمایہ بھی اس کے کسی کام کا نہیں رہتا۔

> **آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو قرض کے معاملے میں اپنی سنت قائم فرمائی ہے اور نصیحتیں فرمائی ہیں وہ اتنی واضح ہیں کہ ان کے بعد سوسائٹی میں کسی قسم کے قرض سے تعلق رکھنے والے دکھ باقی رہنے کی کوئی گنجائش نہیں رہتی**

پس حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جہاں قرضوں کا مضمون بیان فرمایا وہاں قرضوں کی دیانت کی ادائیں بھی سکھائی ہیں۔ ہر دائرے کی اپنی اپنی ادائیں ہوتی ہیں۔ قرضوں کے دائرے میں اخلاق اور حسن خلق کا مضمون قرضوں سے تعلق کی وساطت سے بیان کیا جاتا ہے۔ پس اس پہلو سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے کوئی کونہ ایسا چھوڑا نہیں جہاں آپ نے روشنی نہ ڈالی ہو۔ تو مسلمانوں کے لئے پھر اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارنے کا کیا موقع رہ جاتا ہے۔ اس کے باوجود اگر احمدیوں میں بھی کوئی ایسے ہوں جو اندھیروں میں ٹکریں مارتے ہیں اور پھر نقصان پہنچاتے ہیں ، کہیں ان کا گھٹنا ٹوٹتا ہے کہیں وہ ٹھوکر کھا کر گرتے ہیں تو نور مصطفویؐ کو انہوں نے اندر آنے نہیں دیا۔ یہ میں سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ ہے یہ نور اور اس سے اندھیرے لازماً زائل اور باطل ہوتے ہیں، یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ یہ نور سینے میں داخل ہو جائے اور پھر اندھیرے باقی رہ جائیں۔ لیکن سینے میں داخل کرو اور اگر دل اندھے ہیں تو پھر دلوں کا علاج کرو اور وہ استغفار اور دعا سے ٹھیک ہو سکتے ہیں۔ لیکن جماعت احمدیہ میں معاملات ایسے صاف ستھرے، ایسی عمدگی سے چلنے چاہئیں جیسے مشین بہت اچھی طرح Lubricated ہو اور ہر قسم کی اس کی حرکت کی ضرورتیں پوری کی جارہی ہوں، جتنا تیل چاہئے وہ تیل بھی مل رہ ہو۔ جتنی طاقت درکار ہے وہ طاقت بھی مل رہی ہو تو ایسی سوسائٹی پھر خوب پنپتی ہے۔ اور ہمیں چونکہ اب ذمہ داریاں بڑھ رہی ہیں ایسے احمدیوں کی ضرورت ہے جو زیادہ خوشحال ہوں اور دلوں کی وسعت رکھتے ہوں، اعلیٰ دینی اخلاق سے مرصع ہو کر ان میں قربانی کا جذبہ ہو، قربانی کی تمنائیں ہوں تاکہ وقت کی بڑھتی ہوئی ضرورتیں جماعت احمدیہ آسانی سے پوری کر سکے۔ ہوتی تو ہیں اور ہوتی رہیں گی مجھے یقین ہے لیکن وہ جو کمزور الگ بیٹھے ہیں وہ بھی شامل ہو جائیں گے لیکن اگر کوئی شخص ملتا ہے جو باوجود ان نصیحتوں کے اپنے قرضوں کے معاملات کو درست نہیں کرتا اور دیانتداری کو اختیار نہیں کرتا۔ یا مالی بددیانتی کا مرتکب ہو جاتا ہے تو اس کے متعلق پھر مجھے مجبوراً یہ فیصلہ دینا پڑتا ہے کہ اس سے آئندہ کوئی چندہ وصول نہیں کیا جائے گا اور یہ بڑی محرومی ہے۔ جن کو سمجھ آجاتی ہے وہ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسی دھکے کے نتیجہ میں سنبھل جاتے ہیں اور بعض اس دھکے کے نتیجے میں ٹھوکر کھا کر گر پڑتے ہیں اور ختم ہو جاتے ہیں لیکن اس کے سوا چارہ نہیں ہے۔ پس جو قرضوں کے معاملات میں اور لین دین کے معاملات میں ابھی تک کمزوری دکھا رہے ہیں اور اپنے بھائی کے پیسے کی عزت اور قدر نہیں کرتے ان کو میں متنبہ کرتا ہوں کہ اب ہم نے بہت تیز آگے بڑھنا ہے اور اب ان کو ساتھ لے کر بڑھنے کی طاقت نہیں ہے۔ نہ اتنا صبر ہے ، نہ وقت کے تقاضے ہمیں اجازت دیں گے کہ ان کو ساتھ ساتھ انگلیاں پکڑ پکڑ کے ضرور آگے بڑھاؤ۔ نہیں رہتے تو پھر الگ ہو جائیں، ہمارا ساتھ چھوڑ دیں لیکن جماعت جس نے آگے سفر کرنے ہیں اور لمبے سفر کرنے ہیں اور تیز رفتاری سے آگے منزلیں طے کرنی ہیں ان کو تو اب ہلکے پھلکے وزن والے چاہئیں جو اس قسم کے بوجھوں سے آزاد ہوں یعنی ان کے ضمیر پر کسی قسم کے گند کے بوجھ نہ ہوں تاکہ یکسوئی کے ساتھ خدمت دین کر سکیں۔

حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور دو آدمی قریب ہی جھگڑ رہے تھے ان میں سے ایک کا چہرہ سرخ تھا، رگیں پھولی ہوئی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا میں ایسی بات جانتا ہوں کہ اگر وہ اس بات کو کہے تو اس کی یہ کیفیت جاتی رہے گی۔ یعنی اگر وہ کہے کہ میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں دھتکارے ہوئے شیطان سے "اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم" تو اس کا غصہ جاتا رہے گا۔ اس پر لوگوں نے اس جھگڑنے والے شخص کو کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر تو "اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم" پڑھے تو تیرا غصہ جاتا رہے گا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا پیغام ملتے ہی صحابہ فوراً سر تسلیم خم کرتے تھے اور اس طرح فساد کی جڑیں ہی ختم ہو جاتی تھیں یعنی نیست و نابود ہو جاتی تھیں۔ تو آج بھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا حکم اسی طرح چل رہا ہے۔ آج بھی تو ہم غلامی کے دعویدار ہیں تو پھر آج کیوں ان نصیحتوں کو سن کر ان پر عمل نہیں دکھاتے۔ غصہ بعض دفعہ دماغ کو پاگل کر دیتا ہے اور غصے میں جو انسان اقدام کر بیٹھتا ہے بعض دفعہ ساری عمر پچھتاتا ہے اور پھر بھی اس کا صحیح ازالہ نہیں کر سکتا۔

ایک دفعہ مجھے کسی نے لکھا کہ میں نے غصے میں اپنی ماں کو یہ بات کہہ دی تھی ، معافی ہو گئی مگر آج تک میرے دل میں اس کی جلن نہیں مٹ رہی۔ اپنی ماں کو میں نے کیوں ایسا کلمہ کہا۔ ایک دفعہ کسی نے اپنے باپ کے متعلق ایسا واقعہ لکھا اور پھر قتل بھی ہو جاتے ہیں لیکن غصے کی بیوقوفی کا جو داغ ہے وہ مٹتا نہیں۔ پھر قتل تو معاف ہو جاتے ہیں لیکن وہ داغ اپنے سینے سے نہیں مٹتا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس کا بہترین علاج یہ بیان فرمایا ہے کہ یہ کہا کرو "اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم" کہ میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان رجیم سے ۔ تو غصے کو شیطان رجیم قرار دینے کا مطلب یہ ہے کہ غصے کی حالت میں بھاری امکان ہے کہ شیطان انسان پر قبضہ کر لے اور اس کا فعل شیطانی فعل بن جائے اور یہ ایک ایسی بات ہے جس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو مانے یا نہ مانے ، یہ بات تو دنیا کا ہر انسان ماننے پر مجبور ہے کہ غصہ انسان کو شیطانی افعال پر مجبور کر دیتا ہے اور وہ اپنے قابو میں نہیں رہتا۔ تو بہت سے جھگڑے غصے کی وجہ سے بڑھ جاتے ہیں اور تو تکار شروع ہو جاتی ہے اور بہت سی گندی بے ہودہ باتیں آجاتی ہیں بیچ میں۔ اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے پھر وہ ایسے داغ لگا جاتا ہے کہ وہ پھر مٹتے نہیں ہیں اور جھگڑوں میں غصے کے نقصان دو چار ہیں بلکہ بہت ہیں، لامحدود کہنا چاہئے جو افعال سرزد ہوتے ہیں ان کے بعد جو نتائج نکلتے ہیں ان میں پھر اکثر جھوٹ کے شیطان سے مدد مانگنی پڑتی ہے۔ وہ شیطان جو ایک دفعہ اتفاقاً تھوڑی دیر کے لئے آیا تھا وہ دائمی ساتھی بن جاتا ہے۔ چنانچہ غصے کی حالت میں جو حرکتیں سرزد ہوتی ہیں جب ان پر کاروائیاں ہوں تو پھر اکثر یہ ملوث لوگ جھوٹ بولتے ہیں، جھوٹے گواہ بناتے ہیں، جھوٹے بہانے بناتے ہیں، نفس ان کا الجھا رہتا ہے کہ اب میں کیا ترکیب کروں گا جس کے نتیجہ میں اپنے فعل کو زد سے بچ سکوں اور ساری سوسائٹی گندی ہو جاتی ہے۔

پھر غصے میں جو جھگڑا چلتا ہے اس میں اکیلا انسان نہیں رہا کرتا۔ ایسے واقعات ہوئے ہیں کسی باپ کی کسی دوسرے شخص سے لڑائی ہوئی ہے۔ بیٹا اٹھا ہے اور اس نے جا کے اس کے بیٹوں کو مارا یا اس کے باپ پر حملہ کیا اور پھر جتھے بنتے ہیں اور ایک دوسرے سے تعلق رکھنے والے گروہ در گروہ اپنی عزتوں کے معاملے بنا لیتے ہیں کہ ہم زیادہ طاقتور ہیں اور وہ کم تر ہے یا ہم زیادہ معزز لوگ ہیں اور وہ ذلیل ہیں۔ یعنی جو بھی ہو نفس کے جھگڑے، نفسانی بچے دیتے ہیں اور یہ خیال کر لینا کہ نفس

SCL

DISTRIBUTORS OF COMPUTER PARTS AND SPARES
DIRECT TO THE PUBLIC

4A RANELAGH ROAD, SOUTHALL,
MIDDLESEX, UB1 1DO
TELEPHONE 081 571 0859/9933
MOBILE 0831 093 120
FAX 081 571 9933

کا جھگڑا وہیں ختم ہو جائے گا غلط ہے۔ نفسانی بچے جب پیدا ہوتے ہیں تو کئی شیطان اکٹھے ہو جاتے ہیں یعنی ایسے شیطان ہیں جو خود بچے دینے والے شیطان ہیں اور ان سے پھر پیچھا نہیں چھٹتا۔ بعض خاندانی جھگڑے لمبے عرصے تک نسلاً بعد نسل منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ ایسی جماعتیں ہیں جن کو اللہ نے اپنے فضل سے بچالیا ہے جن کے جھگڑے اس طرح ایک نسل کے بعد دوسری نسل میں منتقل ہوئے، دوسری سے تیسری میں منتقل ہوئے اور خاندانوں نے اپنی عزت کا معاملہ بنالیا اور ہر نصیحت کرنے والا ناکام ہو جاتا رہا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو بچانا تھا ان کے آباؤ اجداد کی کوئی نیکیاں تھیں جو کام آئیں وہ بچ گئے۔ لیکن بعض ابھی تک نہیں بچ سکے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو "اعوذباللہ" کی نصیحت فرمائی ہے یہ بیماری کی جڑ اکھیڑنے والی نصیحت ہے۔ شیطان سے خدا کی پناہ میں آجانے سے یہ سارے قصے وہیں ختم ہو جاتے ہیں آگے بات نہیں بڑھتی۔

دیانت سے بڑھ کر کوئی بڑا سرمایہ نہیں ہے۔ اگر دیانت ہو تو بے پیسے کے بھی انسان کی ضرورت پوری ہو جاتی ہے اور ایسے انسان پر دوسرا یقین کرتا ہے، اعتماد کرتا ہے۔ اس کو سرمایہ دے کر آگے بڑھانے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر دیانت نہ ہو تو امیر سے امیر آدمی کا سرمایہ بھی اس کے کسی کام کا نہیں رہتا

مئوطا امام مالک سے ایک حدیث ہے حضرت عطا ابن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا۔ مصافحہ کیا کرو اس سے بغض اور کینہ دور ہو جائے گا۔ اب ہمارے ہاں تو مصافحے کا بہت رواج ہے ماشاء اللہ۔ لیکن بعض دفعہ یہ ہوتا ہے واقعتہً کہ جس سے انسان کی طبیعت میں تردد ہو، کوئی بوجھ ہو، اس کی طرف مصافحے کا ہاتھ نہیں اٹھتا۔ یہ ایک بہت گہری نصیحت ہے لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اس سوسائٹی کو نصیحت کی جارہی ہے جس سے نفاق کی کوئی توقع نہیں ہے۔ اگر منافق مصافحہ کرے تو یہ نتیجہ نکلے گا بلکہ بعض دفعہ اور بد نتائج ظاہر ہو جاتے ہیں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جب فرمایا کہ مصافحہ کرو اس سے محبت بڑھتی ہے اور غلط فہمیاں دور ہوتی ہیں یا دلوں کی میل اترتی ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اپنی امت سے یہ توقع ہے بلکہ یقین ہے کہ وہ منافقت سے کوئی حرکت نہیں کریں گے۔ اگر کسی شخص کے دل پر میل ہے اور باوجود اس کے آپ مصافحہ کرتے ہیں تو طبعًا دو ہی حالتیں ہو سکتی ہیں یا دل میں نفرت قائم رکھی ہوئی ہے تو یہ منافقت ہے اور یا پھر فیصلہ کرتے ہیں کوئی بات نہیں میرا بھائی ہے میں مصافحہ کرتا ہوں وہ مصافحہ دل کو ٹھنڈا کر دیتا ہے پس مصافحے میں بھی بڑی برکت ہے۔

اور دوسرا فرمایا اس سے آگے بڑھو تحفے دیا کرو۔ ایک دوسرے کو تحفے پیش کرو محبت بڑھے گی اور عداوتیں اور رنجشیں دور ہونگی تو یہ بھی ایک بہت اچھا طریق ہے کہ تحائف کو رواج دیا جائے لیکن جب تحائف دئے جائیں تو پھر آگے سے کیا سلوک ہونا چاہئے۔ یہ تو نہیں کہ چپ کر کے تحفے وصول کرتے رہو اور سمجھو کہ بس ٹھیک ہو گیا، جزاکم اللہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہر مضمون جو چھیڑا ہے اس کے تمام پہلو بیان فرمائے ہیں۔

فرماتے ہیں کسی شخص کو کوئی تحفہ دیا جائے تو اسے چاہئے کہ وہ اس کا بدلہ دے اگر وہ بدلہ دینے کی یعنی بعینہ واپس کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا یا کسی وجہ سے مناسب نہیں سمجھتا۔ بعض دفعہ اگر ویسی ہی چیز واپس کی جائے تو دوسرے کی دل شکنی ہوتی ہے، بجائے حوصلہ افزائی کے۔ وہ سمجھتا ہے کہ میرا بدلہ اتار دیا گیا ہے۔ تو ہر شخص کے اعلیٰ مزاج یا نسبتاً ادنیٰ مزاج کے مطابق سلوک ہوتا ہے۔ بعض کو تحفہ دینا ان کے لئے دل بڑھانے کا موجب بنتا ہے بعض پژمردہ ہو جاتے ہیں سمجھتے ہیں کہ اچھا جی ہم تو بڑے پیار سے لائے تھے کہ کچھ ہمارا احساس رہے گا لیکن یہ دے کر ہماری وہ بات ختم کر دی تو ان کا بھی علاج ممکن ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ تعریف کے رنگ میں اس کا ذکر کرے، اس کا شکریہ ادا کرے، کہے بہت اچھا ہے، بہت لطف آیا، بہت میرے دل میں اس کے نتیجے میں تمہارا پیار بڑھا ہے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو گویا اس نے شکر کا حق ادا کر دیا۔ تو بدلے سے مراد بالکل مادی بدلے نہیں ہیں جہاں توفیق ہو وہ موقع اور محل کے مطابق فوری نہیں کسی وقت وہ بھی ضروری ہے لیکن اتنا کر دینا بھی اس نصیحت پر عمل در آمد کرنے کے مترادف ہے، اس کے عین مطابق ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرما رہے ہیں۔ کہتے ہیں شکریہ ایسے رنگ میں ادا کرے کہ تحفے والے کا دل خوش ہو جائے یہی اصل بات ہے۔ تحفے کے نتیجے میں دلوں کی خوشی درکار ہوتی ہے، وہی مقصود ہوتی ہے کہ اس کا دل اتنا خوش کر دو کہ تمہیں یقین ہو جائے کہ بدلہ اتر گیا ہے۔

بعض دفعہ میرا تجربہ ہے بعض لوگوں کو تحفہ دیا جائے تو اتنا زیادہ شکریہ کا اظہار کرتے ہیں کہ آدمی شرمندہ ہو جاتا ہے یہ وہم بھی باقی نہیں رہتا کہ اس کے اوپر کچھ باقی چڑھا ہوا ہے انسان اس کے اظہار شکر کا ممنون ہو کر زیر بار ہو جاتا ہے۔ تو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی انسانی فطرت پر بہت گہری نظر تھی اور ایک دنیا کے عظیم معلم کے طور پر لازم تھا کہ آپ کو فطرت کے گہرے راز سکھائے جائیں۔ پس ہر موقع اور محل کے مطابق، اس کی مناسبت سے نصیحت آپ نے فرمائی ہے اور کوئی تعلیم اور تربیت کا پہلو باقی نہیں چھوڑا۔

فرماتے ہیں اگر کوئی اس کو چھپائے بلکہ ایسا کرے کہ تعریف کا کوئی کلمہ تک نہ منہ سے نکلے، تحفہ ملا ہے منہ بند کر کے، گنگ کر کے بیٹھ گیا ہے۔ بعض لوگوں کے دماغ میں ہوتا ہے شاید کہ ہمارا حق ہے کہ ہمیں تحفہ دیا جائے۔ تو فرمایا کہ اگر یہ بات ہو تو پھر اس نے شکر کا حق ادا نہیں کیا۔ اور یہ جو بات ہے اس میں بھی میں نے دیکھا ہے مزاج مختلف ہیں۔ بعض لوگ ایسا مزاج رکھتے ہیں کہ ان کو اگر شکریہ کھلم کھلا ادا کیا جائے تو شرمندہ ہو جاتے ہیں اور حجاب محسوس کرتے ہیں لیکن جو تشکر ہے وہ بعض دفعہ اپنے چہرے سے ظاہر ہوتا ہے، اپنے انداز سے ظاہر ہوتا ہے۔ آئندہ کے سلوک اور معاملات سے ظاہر ہوتا ہے تو وہ بھی اظہار تشکر ہے اور ہر شخص کی طبیعت کی لطافت اور اس کے مزاج کے مطابق شکریہ کا رنگ اختیار کرنا چاہئے۔ جو اس بات کے محتاج ہیں کہ کھلم کھلا شکریہ ادا کیا جائے لازمًا ان کو کھلم کھلا شکریہ ادا ہونا چاہئے۔ جن کے دلوں میں محسوس ہوتا ہے کہ کوئی شخص ممنون ہے اور اس سے زیادہ وہ بار برداشت نہیں کر سکتے ان سے وہی سلوک ہونا چاہئے جو ایسے حساس لوگوں سے واجب ہے جو فطرت بتاتی ہے کہ ہونا چاہئے۔

ایک اور حدیث ہے، مسلم کتاب الفضائل سے لی گئی ہے، حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ اشعری قبیلے کی خصوصیت بڑی قابل تعریف ہے۔ یہ ایک خصوصیت مراد ہے، کہ جب جنگ میں ان کو تنگدستی کا سامنا کرنا پڑے یا اپنے شہروں میں اچانک ایسی خوراک کی کمی واقع ہو جائے کہ کچھ لوگ بالکل بھوکے رہ رہے ہوں اور کچھ کے پاس زیادہ ہو تو ایسی صورت میں وہ ہمیشہ اپنے ذخائر کو اکٹھا کر لیتے ہیں اور پھر برابر تقسیم کر دیتے ہیں۔ "فی یوم ذی مسغبة" یہ وہ یوم مسغبہ کی بات ہو رہی ہے جس کے متعلق قرآن کریم نے نصیحت فرمائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک اور قبیلے کے حوالے سے اس کا بیان فرمایا لیکن ساتھ آخر پر فرمایا دراصل ایسے ہی لوگ ہیں جو میرے ہیں اور میں ان کا ہوں۔ تو یہ کسی اور سے آپ نے سیکھا نہیں تھا مزاج۔ یہ آپ کے اتنے ہم مزاج بات تھی کہ بے ساختہ ایسے لوگوں سے تعلق اور پیار پیدا ہوا کہ یہ تو میرے جیسی سوچ سوچتے ہیں اور اس بات کا ثبوت کہ یہی بات تھی۔ ایک غزوے کے موقع پر ملتا ہے کہ جہاں خوراک کی کمی محسوس ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے سب کو اکٹھا کیا اور فرمایا کہ جو کچھ جس کے پاس ہے وہ سب ہی لے آؤ چنانچہ وہ سب اکٹھا کر دیا گیا اور پھر برابر تقسیم کر دیا گیا اور اس میں ایسی برکت پڑی کہ وہ سخت تنگی اور فاقے کا وقت تھا جو سب پر اچھا گذر گیا، آسانی سے وہ مشکل طے ہو گئی۔

تو یہ دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا اپنا فعل تھا لیکن چونکہ قبیلے میں یہ بات پائی

R.Z
ELECTRONICS

18 BROOKWOOD ROAD,
SOUTHFIELDS, LONDON SW18 5PB
NEAREST UNDERGROUND STATION
SOUTHFIELDS - DISTRICT LINE

TEL: 081 877 3492 FAX: 081 877 3518

FOR VIDEO, TELEVISION &
ELECTRONIC SPARES SEMI CONDUCTORS
REMOTE CONTROLS VIDEO HEADS, ETC.,

VISA AND ACCESS CARDS ACCEPTED FOR POSTAL DESPATCH

جاتی تھی اس لئے اس قبیلے کا حوالہ دے دیا، اس کی تعریف فرمادی اور یہ بھی بہت بڑے دل کی بات ہے۔ یہ آپ کی سخاوت قلبی کا پتہ چلتا ہے۔ امر واقعہ ہے کہ ان سے نہیں سیکھا تھا لیکن اس خیال سے کہ اگر میری طرف ہی بات رہے تو وہ بھی تو ایسا کیا کرتے ہیں۔ ان کا ذکر خیر پھر کہاں چلے گا۔ تو ہمیشہ کے لئے ان کا ذکر خیر محفوظ فرمادیا یہ کہہ کر کہ اس قبیلے میں یہ بڑی خوبی پائی جاتی ہے اور آخر پر اس طرح لطیف رنگ میں راز سے پردہ اٹھادیا ہے کہ جو ایسا کرے وہ میرا ہے، میں اس کا ہوں۔ وہ مجھ میں سے ہے میں اس میں سے ہوں۔ تو معلوم ہوا کہ یہ پہلے سے دل میں باتیں تھیں تبھی وہ قبیلہ اپنا لگا ہے اس سے سیکھی نہیں ہیں اور یہ ہے بہت اہم بات۔ بعض دفعہ قومی ضرورتوں میں ایسا کرنا پڑتا ہے اگر روزمرہ کی زندگی میں نہیں ہوسکتا تو بعض ایسے حالات پیدا ہوتے ہیں مثلاً جنگ کے حالات اور کسی وقت کوئی کرائسز آجاتا ہے تو ایسا کرنا پڑتا ہے اور اس کی بہت برکت ہوتی ہے۔

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جہاں قرضوں کا مضمون بیان فرمایا ہے وہاں قرضوں کی دیانت کی ادائیں بھی سکھائی ہیں

ایک دفعہ ربوہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی ترکیب کو استعمال فرمایا اور بہت لطف اٹھایا ہم نے۔ جلسے کے موقع پر ایک دفعہ نانبائیوں کا جھگڑا ہوگیا تھا یا کوئی مشکل پیش آگئی تھی تو پتہ چلا کہ جتنے مہمان ہیں ان کی دو روٹی فی کس کے حساب سے جو فارمولا ہے اس کے مطابق روٹی نہیں دی جاسکتی تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا کہ سارے ایک روٹی کھائیں گے آج۔ میں بھی کھاؤں گا میرے بچے بھی سارے ایک روٹی کھائیں گے اور مہمانوں نے بھی کہا ہم بھی سارے ایک روٹی کھائیں گے اور وہ روٹیاں اس دن کم ہونے کی بجائے اتنی بچ گئیں کہ رات کی زائد ضرورت بھی اس سے پوری ہوگئی۔ تو بہت برکت والی نصیحتیں ہیں یہ، اور آج کل بھی جو ہمارے قومی مسائل ہیں ان کو حل کرنے میں بہت اہم کردار ادا کرسکتی ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کوئی اس وقت تک مومن نہیں رہ سکتا جب تک وہ دوسرے کے لئے بھی وہی چیز پسند نہیں کرتا جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ یعنی اگر اپنے لئے آرام، بھلائی چاہتا ہے تو دوسرے کے لئے بھی ایسا ہی چاہے۔ میں نے پہلے بھی ایک دفعہ بتایا تھا کہ بعض احادیث میں مسلم کا لفظ آتا ہے اور اس سے یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ گویا یہ اخلاق مسلمانوں کے مسلمانوں سے روابط ہی سے تعلق رکھتے ہیں۔ یعنی ایک مسلمان کے لئے یہ چاہنا چاہئے لیکن وہاں بھی میں نے وضاحت کی تھی کہ بہت سی ایسی احادیث ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ ایمان کی نشانی یہ ہے کہ ہر انسان سے ایسا سلوک کرے۔ تو مسلم کہہ کر جب فرمایا گیا ہے تو یہ توقع ظاہر کی گئی ہے کہ کم سے کم اتنا تو کرو کہ اپنے بھائی جن کو تم بھائی کہتے ہو اور بھائی سمجھتے ہو ان سے تو ایسا سلوک کرو اگر ان سے نہیں کروگے تو پھر غیروں سے کیسے کرسکوگے۔ یہ مراد نہیں ہے کہ ان سے کرکے بیٹھ جاؤ اور تسلی پالو کہ ہاں ہم نے حق ادا کردیا۔ تو سمجھانے کے انداز ہیں اور دوسری احادیث جو عام ہیں وہ ظاہر کررہی ہیں کہ یہ معنٰی بالکل درست ہے۔ چنانچہ یہ مومن والی حدیث بھی انہی احادیث میں سے ہے جن کا فیض عام ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ مومن وہ ہے جو دوسرے مومن کے ساتھ ایسا سلوک کرے۔ آپؐ نے فرمایا ہر ایک سے ایسا سلوک کرے وہی مومن ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کو جو کچھ بھی اپنے لئے چاہتا ہے ویسا ہی اس کے لئے چاہے۔ انسان اپنے لئے یہ تو نہیں چاہتا کہ کوئی آئے اور میری عزتوں سے کھیلے، کوئی آئے اور میرے مال سے کھیلے، میرے ساتھ ظلم کا سلوک کرے۔ پس اپنے نفس کے حوالے سے جو انسان چاہتا ہے اس کو اگر دوسرے کے لئے چاہے تو ساری سوسائٹی امن میں آجائے گی اور یہاں مومن امن دینے والا بھی ہے۔ یعنی مومن کے معنی ہیں ایمان لانے والا اور مومن کا دوسرا معنٰی ہے، امن دینے والا۔ اسی طرح مسلم کے معنے بھی حسب حالات بدلتے ہیں اور یہ گنجائش ان لفظوں میں موجود ہیں۔ تو فرمایا کہ اصل امن دینے والا دنیا کو وہ شخص ہے جو جیسا اپنے لئے چاہتا ہے ویسا ہی دوسرے اپنے بھائی کے لئے چاہے اور اپنے سکھ دکھ کو ان کے ساتھ بانٹے۔

ایک روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ابن ماجہ سے لی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہم پر ہتھیار اٹھاتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے (یعنی اگر ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر حملہ کرتا ہے تو حملہ آور مسلمان نہیں رہتا) یہ تشریح ترجمہ کرنے والے نے لکھی ہے الفاظ صرف یہ ہیں کہ "من حمل علینا السلاح فلیس منا" جو ہم پر ہتھیار اٹھاتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

اس حدیث کو سمجھنے کے لئے بھی غور کرنا چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپ کے صحابہ پر مسلمان ہوتے ہوئے کون ہتھیار اٹھا سکتا تھا۔ اور جو اٹھاتا تھا وہ تو آپ میں سے تھا ہی نہیں۔ تو یہ کہنے میں کیا حکمت ہے۔ اصل میں اس میں بہت سے معانی پوشیدہ ہیں۔ اول یہ ایک پیش گوئی کا رنگ رکھتی ہے۔ مسلمانوں پر ایک ایسا بدنصیب وقت آنے والا تھا کہ جب کہ خوارج نے مسلمانوں پر حملہ کرنا تھا اور ہتھیار لے کر نکلنا تھا اور ہم سے مراد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نمائندہ ہیں۔ اگر پیش گوئی کا رنگ دیا جائے تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت "ہم" کے دائرے کے نیچے تھے، "ہم" کے سائے کے نیچے تھے۔ وہ شخص جو میرے اور میرے نمائندوں پر حملہ آور ہوگا اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اس لئے ایسے لوگوں کا نام خوارج رکھنا بالکل مناسب اور درست تھا اور ارشاد نبویؐ کے مزاج کے عین مطابق تھا۔

دوسرا اس کا معنیٰ روزمرہ کا یہ ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر حملہ آور ہوتا ہے۔ وہ شخص جو ظلم کی راہ سے حملہ کرتا ہے وہ باہر ہے اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ہدایت اور آپ کی سنت کے تابع رہتا ہے اور پھر اس پر حملہ ہوتا ہے وہ "ہم" کے سائے میں آجاتا ہے۔ تو مراد یہ ہے کہ کوئی ایسا مسلمان جو ایسے مسلمان شخص پر حملہ آور ہو جو میری سنت کے مطابق زندگی بسر کررہا ہے اس سے کسی کو کوئی دکھ نہیں پہنچتا، کوئی اس نے کسی پر ظلم نہیں کیا، لوگوں کی بھلائی میں رہتا ہے، ایسا شخص گر کسی دوسرے بظاہر مسلمان کا نشانہ بنتا ہے تو میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا اعلان ہے کہ اس کا میرے سے کوئی تعلق نہیں رہتا۔ تو اپنے معصوم بھائی کو ناجائز دکھ دینا یہ اس حدیث کی رو سے دکھ دینے والے کو صرف دائرہ اسلام سے خارج نہیں کرتا بلکہ ایک ایسے انداز سے خارج کرتا ہے جو بہت زیادہ تکلیف دہ انداز ہے۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا یہ کہنا کہ میرا اس سے کوئی تعلق نہیں بہت بڑی سزا ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھی اس مضمون کو قیامت کے دن کے حوالے سے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ عام طور پر تو سزائیں دی گئی ہیں کہ اس کو جہنم کی سزا ملے گی، فلاں سزا ملے گی، لیکن بعض جو بہت ہی بدنصیب لوگ ہیں ان کے متعلق فرمایا اللہ تعالیٰ ان سے کلام نہیں کرے گا، ان پر نظر نہیں ڈالے گا۔ تو یہ بہت بڑی سزا ہے، عام سزا سے بڑھ کر روحانی رشتہ توڑ لیا جائے اور انسان کہے میرا تم سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہاں اس کو غیر مسلم تو قرار نہیں دیا لیکن یہ فرمایا ہے یعنی اگر یہ معنے لئے جائیں تو یوں کہیں گے کہ یہ کہنے کی بجائے کہ وہ مسلمان نہیں رہتا فرمایا میں اس کا نہیں ہوں، وہ میرا نہیں ہے، بس کٹ گیا۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے کٹ گیا اس کا ایمان کہاں رہنا ہے۔ اس کا اسلام کہاں رہنا ہے لیکن اس کو نکالنے کا انداز ایسا ہے جو بہت زیادہ تکلیف دہ ہے پس اپنے بھائی پر کسی قسم کی زیادتی سے باز رہنا لازم ہے۔

ہمیں چونکہ اب ذمہ داریاں بڑھ رہی ہیں ایسے احمدیوں کی ضرورت ہے جو زیادہ خوشحال ہوں اور دلوں کی وسعتیں رکھتے ہوں۔ اعلیٰ دینی اخلاق سے مرصع ہو کر ان میں قربانی کا جذبہ ہو، قربانی کی تمنائیں ہوں

تیسرا حملہ ایسا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر اس زمانے میں بھی ہوا کرتا تھا۔ وہ زبان کے ہتھیار ہیں، بدتمیزی اور بدخلقی کے ہتھیار ہیں، ان سے بعض بدنصیب اس زمانے میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر حملہ کردیا کرتے تھے اور نظام پر حملہ کیا کرتے تھے۔ ایک موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ فرمانا پڑا کہ "من عصی امیری فقد عصانی و من عصانی فقد عصی اللہ" جس نے میرے امیر سے نافرمانی کا طریق اختیار کیا ہے اس نے مجھ سے نافرمانی کا طریق اختیار کیا ہے، تو وہی مجھ سے کاٹنے والا مضمون بالکل کھل کر سامنے آگیا۔ یعنی یہ مراد نہیں کہ تم براہ راست مجھ پر حملہ آور ہو۔ یاد رکھو جو میرے مقرر کردہ نظام پر حملہ کرتا ہے

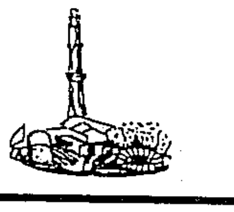
اکمل
کی مٹھائیوں کی تو بات ہی کچھ اور ہے
AKMAL SWEET CENTER & FAST FOOD
ELBESTR. 22 · TEL. (069) 23 31 80 / 23 48 47
60329 FRANKFURT AM MAIN

اس سے بھی میرا تعلق کٹ جاتا ہے، میں اس کا نہیں رہتا۔ تو بعض لوگ یہ کہتے ہیں جی ہم تو فلاں عہدیدار کو کہہ رہے ہیں، فلاں شخص کو کہہ رہے ہیں، آپ کو تو نہیں کہہ رہے۔ تو ان کو میں یہی جواب دیتا ہوں کہ مجھے آپ کہیں یا نہ کہیں رسول اللہؐ کی بات میں مانوں گا۔ آپ یہ محسوس کیا کرتے تھے اور دیکھیں حمایت کتنی بڑی ہے۔ اپنے مقرر کردہ عہدیدار کے حق میں نا انصافی کا تعلق تو آپ کا تھا ہی نہیں کسی کی مجال نہیں تھی کہ کسی کا حق مارے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس کی حمایت فرمائیں۔ یہاں حمایت کا مضمون بتا رہا ہے کہ وہ شخص جس پر لوگ زبانیں دراز کرتے ہیں باوجود اس علم کے کہ میرا مقرر کردہ ہے وہ مجھ پر زبان دراز کرتا ہے۔ اب کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس نے زیادتی کی ہے۔ اگر زیادتی کی ہے تو اس کا علاج موجود ہے۔ زیادتی کی اطلاع اس کو کرنی چاہئے جس نے مقرر کیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ یہ نکتہ اس طرح کھولا کہ بعض وہ لوگ جو پیغامی ذہنیت رکھتے تھے اور بعد میں فتنے کے بعد کھل کر پیغامیت میں داخل ہو گئے۔ ان لوگوں میں سے بعض نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول پر بھی اعتراض کئے اور کہا کہ یہ دیکھو یہ تو بوڑھا ہو گیا ہے۔ اس کو پتہ ہی نہیں چل رہا کہ اچھا کون ہے اور برا کون ہے، ناجائز حمایت کر رہے ہیں ایک نوجوان کی (حضرت مصلح موعودؓ مراد تھی) تو اس قسم کی باتیں جب حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کو پہنچیں تو آپ نے فرمایا۔ دیکھو تم نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے دیا ہے اب تم میں اختیار ہی نہیں ہے کہ میرے اوپر زبانیں دراز کرو۔ اگر تم سمجھتے ہو کہ یہ بڈھا اس عمر میں آ کر اپنا توازن کھو بیٹھا ہے، غلط کام کر رہا ہے۔ تو جس نے مجھے بنایا ہے اس کے پاس شکایت کرو۔ اگر تم سچے ہو تو مجھے وہ واپس بلا لے گا لیکن تمہیں حق نہیں دے گا کہ تم زبانیں کھولو اور تم میرے سامنے گستاخی سے پیش آؤ۔ اب کتنا اہم نکتہ ہے اور کتنا گہرا نکتہ ہے جو صرف خلافت سے تعلق نہیں رکھتا پورے نظام جماعت سے تعلق رکھتا ہے۔

جس شخص نے محسوس کیا کہ اس سے زیادتی ہوئی ہے اس کا فرض ہے کہ اس کی معرفت، اس کے وسیلے سے وہ خلیفہ وقت تک اپنی درخواست پہنچائے اور جہاں بھی کبھی ایسے شخص کی زیادتی ثابت ہوئی ہے کبھی اس سے نرمی کا سلوک نہیں ہوا کیونکہ اس نے ایک اور پر ظلم کیا ہے۔ اس لئے خلیفہ وقت اس وقت اپنے آپ کو معافی کا مجاز ہی نہیں سمجھتا وہ لازماً اس کے شر سے باقی جماعت کو بچاتا ہے۔ تو جب یہ علاج موجود ہو تو پھر بدتمیزی اور بدزبانی کا جواز کہاں باقی رہ جاتا ہے۔ پھر اگر کوئی کرتا ہے یہ کاروائی نہ کرے اور اپنے ہاتھ میں اپنے بدلے لے لے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا یہ حکم اس پر بھی لگے گا کہ جس نے ہم پر ہتھیار اٹھائے تو وہ مجھ سے نہیں ہے۔ نہ میں اس سے ہوں، نہ وہ مجھ سے ہے۔ تو بسا اوقات اسی حضرت محمد رسول اللہؐ کی نصیحت کی روشنی میں میں پھر لکھ دیا کرتا ہوں کہ یہ بات ہے تو اخراج تمہارا جماعت سے ہو یا نہ ہو لیکن میرا تم سے کوئی تعلق نہیں، تمہارا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔ پھر بعضوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے بعض ایسے ہیں جو بھٹکتے رہتے ہیں۔

تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نصائح بظاہر چھوٹے دائرے سے بھی تعلق رکھتی ہوں تو جب آپ ان پر غور کرتے ہیں تو ان کا دائرہ فیض پھیلتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ ان کا دائرہ اثر وسیع ہوتے ہوتے بہت وسعت اختیار کر جاتا ہے اور ہمارے اس زمانے کے مسائل ہی کو حل نہیں کرتیں جو وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ظاہری جسمانی زندگی کا زمانہ بھی تھا بلکہ آپ کے تمام روحانی زندگی کے زمانے سے آپ کی نصائح تعلق رکھتی ہیں۔

اب غصے میں ایک انسان کسی دوسرے سے لڑ پڑتا ہے تو اس کے متعلق آنحضورؐ نے کیا فرمایا۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ۔ جب دو مسلمان تلوار لے کر ایک دوسرے سے لڑنے لگیں گے ان میں سے کوئی قتل ہو جائے گا تو قاتل و مقتول دونوں آگ میں جائیں گے۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ اس بات کو سن کر صحابہؓ کو بھی تعجب ہوا اور ان میں سے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ قاتل کو تو آگ میں جانا ہی چاہئے لیکن مقتول کیوں آگ میں جائے گا۔ آپ نے فرمایا وہ بھی تو اپنے مدمقابل کے قتل کا آرزو مند تھا۔ اب یہ صاف ظاہر ہوا کہ یہ جو نصیحت ہے ہر محل پر نہیں آ رہی ایک خاص محل سے تعلق رکھتی ہے۔ جہاں دونوں لڑ پڑیں اور دونوں تلواریں نکال لیں۔ اس میں دونوں ذمہ دار ہیں اور اگر ایک پر کوئی حملہ آور ہوا ہے اور وہ اپنے دفاع کے لئے مجبور ہے اس کا اس حدیث سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ فرمایا دونوں طیش میں آئے، دونوں لڑ پڑے پھر کون مرا یہ اتفاقی حادثہ ہے مگر گناہ میں دونوں برابر کے شریک تھے۔ مرنے والا بھی اپنے اس جرم کی پاداش میں سزا دیا جائے گا اور جس نے قتل کر دیا ہے اس کو تو سزا ملے گی ہی۔ پس لڑائی کے وقت یہ بات ضروری ہے کہ اگر تو آپ کلیۃً معصوم ہیں تو پھر آپ کی لڑائی کا گناہ خدا کے نزدیک آپ پر نہیں ہے۔

لیکن حضرت آدمؑ کے بیٹے نے ایک اور مثال قائم فرما دی جو خدا کو ایسی پسند آئی کہ قیامت تک کے لئے اس کا ذکر محفوظ فرما دیا۔ اس کے اپنے بھائی نے جب اس کے قتل کا ارادہ کیا تو اس نے کہا کہ میں دفاع نہیں کروں گا۔ یعنی دفاع کا ایسا حق نہیں ہے جو لازم ہو کہ ضرور استعمال کیا جائے اور اس نے بتا دیا کہ اس میرے دفاع نہ کرنے کے نتیجے میں لازماً خدا کا عذاب تجھ پر پڑے گا اور میں بالکل کلیۃً بری الذمہ ہو جاؤں گا یعنی اپنی موت قبول کر لی بہ نسبت اس کے کہ خدا کے عذاب کی Risk لے یعنی یہ خطرہ مول لے کہ خدا کی ناراضگی کا مورد بنے۔ تو احتیاط اسی میں ہے کہ ہر خدا کی ناراضگی کے موقع سے انسان بچنے کی کوشش کرے، خواہ اپنا کچھ نقصان بھی ہو جائے۔ ایسے بھی گذرے ہیں جو نبی نہیں تھے لیکن جان کا نقصان برداشت کر لیا لیکن خدا کی ناراضگی کا خطرہ مول نہ لیا۔ تو اللہ تعالیٰ جماعت کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نصائح کو سمجھنے کی توفیق بخشے اور دلوں کو روشن کرنے کی توفیق بخشے۔ ایسے اندھے دلوں پر یہ بات نہ پڑے جن پر تالے پڑے ہوتے ہیں اور روشنی کی رمق اندر نہیں جاتی۔

ہمیں بہت ضرورت ہے اصلاح معاشرہ کی اور یہی ہماری ساری طاقت ہے یعنی دعاؤں کے بعد اصل طاقت ہمارے معاشرہ کے حسن کی طاقت ہے یہ حسن ہمیں نصیب ہو جائے تو لازماً ہم نے دنیا پہ غالب آنا ہے کوئی دنیا کی طاقت روک نہیں سکتی۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور انور نے فرمایا:۔ نماز جمعہ اور اس کے بعد نماز عصر کے بعد آجکل چونکہ دن بہت چھوٹے ہو گئے ہیں اور ابھی عصر کا وقت شروع ہو چکا ہے یعنی اس وقت سے آدھ گھنٹے پہلے سے عصر کا وقت شروع ہو چکا ہے۔ اس لئے چھوٹے دنوں میں ہم جمعہ کے ساتھ عصر کی نماز کو جمع کرنے پر مجبور ہیں۔ تو عصر کی نماز کے بعد ایک نماز جنازہ غائب ہو گی جو عزیزہ ساجدہ حمید کی نماز جنازہ غائب ہے۔ عام طور پر تو میں حاضر جنازوں کے ساتھ غائب جنازے پڑھ دیا کرتا ہوں لیکن اس ملک میں انہوں نے ایک ایسا عظیم کارنامہ کیا ہے جس کی وجہ سے میں چاہتا ہوں کہ نمایاں طور پر ان کی نماز جنازہ ادا کی جائے۔ اور اس میں ساری دنیا بھی دعا میں شامل ہو جائے گی یعنی نماز جنازہ تو ہمارے ساتھ نہیں پڑھ سکتی مگر دعا میں شامل ہو جائے گی۔ میں جب انگلستان میں آیا ہوں تو شروع شروع میں ان دونوں میاں بیوی، ڈاکٹر حمید اور ساجدہ نے مجھے لکھا کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہم واپس چلے جائیں کیونکہ یہاں پوری طرح دل بھی نہیں لگ رہا اور کام بھی ٹھیک سیٹ نہیں ہو رہے۔ تو ہمیں اجازت دیں کہ ہم واپس چلے جائیں۔ ان کو میں نے کہا خاص طور پر ساجدہ کو مخاطب کر کے کہ تم کیا پیچھے چھوڑ کر جاؤ گی۔ کوئی تم نے جماعت نہیں بنائی ۔ خالی ہاتھ تمہیں یہاں سے بھجوانے کو میرا دل نہیں چاہتا۔ اس لئے چلے جانا مگر تھوڑی دیر کے لئے ٹال دو اس فیصلے کو اور کوشش کرو، خدا تمہیں توفیق دے یہاں جماعت قائم ہو جائے۔ اس کے نتیجہ میں دونوں بہت سعید فطرت تھے، حمید تو ہیں بھی، انہوں نے فوری فیصلہ کیا کہ ہم جب تک یہاں جماعت قائم نہیں کریں گے ہم نہیں جائیں گے اور پھر جماعت قائم کرنے کی جب توفیق ملی تو پھر جایا کہاں جاتا تھا۔ اپنے روحانی بچے، ان کی روحانی ماں بنی ہوئی۔ ایسی تربیت ان کی کی اور اتنا پیار تھا آپس میں کہ ان کے وصال کے بعد ہمارے جو ملنے والے وہاں گئے تھے جنازہ میں شامل ہونے کے لئے وہ بتاتے ہیں کہ والہانہ محبت کا اظہار تھا ان انگریزوں کی طرف سے جنہوں نے ساجدہ کے فیض سے اسلام قبول کیا اور بہت اچھی تربیت اور انگلستان میں ایک ہی جماعت تھی ابھی تک شاید ایک ہی ہو جس میں انگریزوں کا غلبہ تھا اور غیر ملکی نسبتاً کم تھے اور بہت ہی اچھی تربیت یعنی جہاں انگریز اقدار کو جو جائز ہیں قربان کئے بغیر اسلامی اقدار کو اس طرح اپنا لیا گیا کہ بہترین امتزاج تھا اللہ کے فضل کے ساتھ۔ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ اسلام نے یہاں انگریزیت مٹا دی ہے۔ انگریزیت کی اچھی باتیں بہت سی ہیں وہ اسی طرح قائم تھیں بلکہ پہلے سے بھی زیادہ حسین ہو گئیں۔ اور اسلام کی اچھی اقدار بھی سب اپنے اندر سمیٹ لیں۔ تو یہ وہ وجہ ہے جس کی وجہ سے میں چاہتا ہوں کہ اب جمعہ اور عصر کی نماز کے بعد ان کی نماز جنازہ پڑھائی جائے ۔ چونکہ انہوں نے بعد میں مجھے لکھ دیا کہ اب ہمارا جانے کو دل نہیں چاہتا اس لئے نعش کا سوال ہوا کہ کہاں دفنائی جائے تو میں نے ڈاکٹر حمید سے کہا کہ وہیں دفنائیں۔ اسی سرزمین کا اب حق ہے کہ ان کو اپنے پاس رکھے۔ تو انشاء اللہ عصر کی نماز کے معاً بعد عزیزہ ساجدہ کی نماز جنازہ ہوگی۔

TOP OFFER ON SECOND HAND MACHINES
TOOL MACHINES & COMPRESSORS
CONSTRUCTION & ROAD MACHINES
HEATING AND COOLING SYSTEMS
MACHINES FOR COSMETIC & CHEMICAL INDUSTRIES
MACHINES FOR FOOD & BEVRAGE INDUSTRIES
PLASTIC WORKING [DIECASTING] MACHINES
INJECTION MOULDING FOR PLASTIC MATERIAL & MANY OTHER
FOR FURTHER INFORMATION, PLEASE CONTACT:
2nd HAND MAC
BONGARTSTR. 42/1, 71131 JETTINGEN, GERMANY
TELEPHONE AND FAX NO. 07452/78184

ہومیو پیتھی کلاس نمبر (۳)

ہومیو پیتھی ادویہ روح کو پیغام دیتی ہیں جس کے تابع جسم رد عمل دکھاتا ہے

بیماریوں کے جراثیم جسمانی نظام دفاع کا مقابلہ نہیں کر سکتے

ہومیو پیتھی طریق علاج اور بعض دوائیوں کے اثرات کا تفصیلی تذکرہ

سیدنا حضرت خلیفہ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ پر پروگرام "ملاقات" مورخہ ۵ اپریل ۱۹۹۴ء میں بیان فرمودہ ارشادات کا خلاصہ

[یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

نن سپیٹ، ہالینڈ۔ ۵ اپریل، سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام ملاقات میں آج ہومیو پیتھی کی ادویات وغیرہ کے بارے میں ارشادات فرمائے۔ ہومیو پیتھی کے بارے میں حضور نے فرمایا کہ اس سے پہلے میں نے دو خطابات کئے تھے جس میں بتایا تھا کہ ہومیو پیتھک طریق علاج ایسے علاج کو کہتے ہیں جس میں مرض کی علامتوں سے ملتی جلتی علامتیں پیدا کرنے والے زہر کو اس مرض کی شفا کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس میں مرض پیدا کرنے والی زہر کو اتنی خفیف سی مقدار میں استعمال کیا جاتا ہے کہ ایک منزل پر پہنچ کر اصل دوا کا کوئی اثر بظاہر معلوم نہیں ہوتا لیکن اتنی خفیف سی مقدار کے ذریعے دئے گئے پیغام کو روح سمجھ جاتی ہے اور روح کے تابع جسم رد عمل دکھاتا ہے۔ یہ ہے تو سائنس کی گفتگو مگر اس میں روح کے ذکر کے بغیر بات آگے نہیں بڑھ سکتی کیونکہ جہاں تک سائنس کا تعلق ہے اصل دوا جس سے پوٹینسی بنائی جاتی ہے اس کے تحت جو دوا بنتی ہے وہ اتنی خفیف ہوتی ہے کہ کوئی ایٹم یا کوئی ذرہ یا کوئی سب پارٹیکل بھی باقی نہیں رہتا مگر دوائی حیران کن طور پر اثر دکھاتی ہے اور اس کے مؤثر ہونے میں کسی کو شبہ نہیں ہوتا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ طریق پہلے پہل جرمنی میں شروع ہوا اور اب انگلستان اور یورپ میں اس کے استعمال میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے اور غیر معمولی فائدے پہنچ رہے ہیں۔ پچھلے سال بعض ایلوپیتھک ڈاکٹروں نے میرے پاس بعض مریض بھیجے اور بعض نے فون پر مجھ سے دوائیں تجویز کروائیں اور اپنے مریضوں کو فون پر مجھ سے بات کروائی اور اللہ کے فضل سے ان کو بڑا فائدہ ہوا لیکن چونکہ میرے پاس وقت کم ہوتا ہے اس لئے مجبوراً اس سلسلے کو ختم کرنا پڑا۔

ہومیو پیتھی کی خوراک کیا ہو

حضور انور نے فرمایا کہ لوگ پوچھتے ہیں کہ خوراک کیا ہونی چاہئے۔ کتنی دفعہ اور کتنی مقدار میں دوا کھانی چاہئے۔ حضور نے فرمایا اس مسئلے پر ہومیو پیتھ آج تک متفق نہیں ہو سکے۔ ہر ایک اپنے تجربے کے مطابق مختلف طریق استعمال کرتا ہے۔ بالعموم یہ بات تو مسلم ہے کہ ۳۰ طاقت کی دوا روزانہ دو یا تین خوراکوں میں یا زائد استعمال کروائی جائے تو اس کا کوئی نقصان نہیں۔ اس کو درمیانی طاقت کی خوراک سمجھا جاتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سوال یہ ہے کہ خوراک کیا ہو؟ اس میں مریضوں کو اکثر مشکل پیش آتی ہے۔ تفصیل سے ان کو سمجھ نہیں آتی کہ کتنی گولیاں استعمال کرنی ہیں یا کتنے قطرے استعمال کرنے ہیں، اس کی طاقت کیا ہوگی وغیرہ۔ اس بات کو سمجھانے میں بعض اوقات کئی کئی مہینے لگ جاتے ہیں۔

ہومیو پیتھی ادویہ کی خوراک کا مسئلہ سمجھاتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ ہومیو ادویہ بہت ہی نامعلوم سی مقدار میں ہوتی ہیں یا یوں کہیں کہ اصل دوا کا صرف سایہ سا باقی رہ جاتا ہے۔ اس لئے جتنی بھی دوا کھائی جائے اس کی مقدار کے کم یا زیادہ ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ مقدار میں اتنا خفیف سا اثر ہوتا ہے کہ ۵۰ گولیاں کھالیں یا ایک گولی کھالیں اس کا عملاً کوئی اثر نہیں پڑتا۔ لیکن جتنی دفعہ کھائی جائے اس سے فرق پڑتا ہے۔ ایک دفعہ کھانے کو ایک سٹرائیک کہا جا سکتا ہے۔ دوا منہ میں ڈالتے ہی رد عمل شروع ہو جاتا ہے۔ ایک قطرہ اگر ایک گھونٹ پانی میں گھول کر دیا جائے (اگر دوا مائع شکل میں ہو) یا دس قطرے ڈال دیں عملاً ایک ہی چیز ہے۔ اتنا ڈال لیں کہ آپ کو نفسیاتی لحاظ سے محسوس ہو کہ دوائی چلی گئی ہے۔ گولیوں میں بھی یہی حساب ہے۔ ہم کہتے ہیں چند گولیاں، آٹھ، دس۔ گولیوں کی تعداد کا کوئی فرق نہیں ہوتا۔

ہاتھ پر ڈال کر بھی دوا کھا سکتے ہیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تو ہاتھ پر دوا چھڑک کر کھالیتا ہوں۔ ایک ہومیو پیتھ جس کو میں نے سکھایا تھا اس نے جب مجھے ہاتھ پر ڈال کر کھاتے دیکھا تو اس نے مجھے کہا کہ آپ نے تو سب اثر ضائع کر دیا۔ ہومیو دوا تو بڑی احتیاط سے صاف کاغذ پر ڈال کر کھانی چاہئے۔ حضور نے فرمایا ان کو یہ نہیں معلوم کہ ہاتھ بالعموم منہ سے بھی زیادہ صاف ہوتے ہیں۔ ہاتھ پر گندگی کی تہیں تو جمی نہیں ہوتیں بعض دفعہ تو منہ میں گند بھرا ہوتا ہے اگر منہ سے یہ دوا آلائشوں کے باوجود اثر دکھاتی ہے تو ہاتھوں کو کیا تکلیف ہے کہ وہ اثر دکھانے میں رکاوٹ بن جائیں۔ اگر ہاتھوں پر ڈالنے سے اثر میں کوئی رکاوٹ ہوتی تو مجھ پر اور میرے بچوں پر ان ادویہ کا کوئی اثر ہی نہ ہوتا۔ لیکن عرصہ ۳۰، ۴۰ سال سے ہمارے گھر میں شاذ ہی کوئی ایسا معاملہ آیا ہے کہ ڈاکٹر کی طرف رجوع کرنا پڑا ہو۔ جب میں کبھی دورے پر ہوتا ہوں تو شاید بچے کبھی ڈاکٹر کی طرف چلے جائیں ورنہ کبھی ضرورت پیش نہیں آتی۔ پھر یہ نہیں سوچتے کہ کاغذ میں بھی تو آلودگیاں ہو سکتی ہیں۔ کاغذ کا ایک اپنا اثر ہے۔ بعض دفعہ کاغذ پر کیمیکلز کے اثرات ہوتے ہیں۔ کاغذ کو زبان سے چکھ کر دیکھیں اس کا اپنا ایک مزا ہے۔ اس لئے یہ ساری باتیں توہمات ہیں۔

حضور انور نے اس کی مثال بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک دوا نیٹرم میور (Nat. Mur.) ہے۔ یہ کامن سالٹ ہے جسے ٹیبل سالٹ بھی کہتے ہیں۔ اب منہ میں تو اتنی مقدار میں نمک ہوتا ہے کہ اس بےچاری پوٹینسی کا کوئی حال ہی باقی نہیں رہ سکتا۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے نمک کی کان میں پانی کا ایک معمولی قطرہ ڈال دیا جائے۔ مگر پھر بھی یہ اثر دکھاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے اثر کا نظام مختلف ہے۔ جب اسے ہلکا کرتے چلے جاتے ہیں تو اس میں کوئی ایسی طاقت ہے "یاد کی" جو خون میں گھل کر اپنا اثر ضرور دکھاتی ہے اور جسم اس پیغام کو قبول کر لیتا ہے۔ اس بارے میں خدا تعالیٰ نے یاد کا ایسا نظام بنایا ہوا ہے کہ کوئی چیز جو کسی سے رابطے میں آئے اور جو اثر قبول کرے وہ ہلکا ہوتا چلا جائے گا مگر ہمیشہ کے لئے مٹ نہیں سکتا۔ وہ ایسا نشان ہے کہ جب چاہے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس یاد کو ابھارے گا پھر اس کی جلد بولے گی اور بدن کے مختلف حصے ساری یادداشت کو پیش کر دیں گے۔ یہ ایسا ہی ایک روحانی نظام ہے مگر مادے سے اس کا ایک تعلق ہے اس لئے مادے کے واسطے سے ہم جسم کو روحانی شفا کے لئے پیغام دیتے ہیں۔

دوائیوں کا بیان شروع کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ ایک ایک دوا کا تعارف حاصل کریں، مزاج شناسی کریں، جیسے کسی انسان کی طبیعت کو ہم سمجھتے ہیں۔ پھر اپنے دل و دماغ پر اس کو نقش کر لیں۔ اس گہرائی کے ساتھ کہ جب ویسا ہی مریض کوئی دکھائی دے تو آپ کو پتہ لگ جائے کہ کیسا مریض بیٹھا ہے۔ یہ بات بار بار کے مطالعے سے گہرائی میں جا کر حاصل ہوتی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ ایک ایک دوا کو لینے سے پہلے بعض سوالات کے جواب دینے ہیں۔ مختلف مریضوں نے دوا طلب کی ہے۔

دائمی نزلہ کی دوا

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک مریضہ نے لکھا ہے کہ اسے دائمی نزلہ ہے جو کئی سال سے پیچھا نہیں چھوڑتا۔ اس کے علاج کا آغاز دو ادویہ سے کریں۔ یہ ادویہ انفلوئنزینم (Influenzinum) اور بیسیلینم (Bacillinum) ہیں۔ انفلوئنزیم، انفلوئنزہ کے بہت سے مادوں کو ملا کر تیار کی گئی ہے۔ اس بیماری کا وائرس اتنی شکلیں بدلتا ہے اور اس کے اثرات اتنی جلدی جلدی تبدیل ہوتے ہیں کہ اس کی کوئی ایک مؤثر دوا بن ہی نہیں سکتی۔ چنانچہ مختلف مزاجوں کے زہروں کو اکٹھا کر کے ایک دوا بنائی گئی ہے۔ مگر دیگر ہومیو ادویہ کی طرح اس کی بھی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ اصل دوائی تو بالکل مٹ چکی ہوتی ہے اور اس کا کوئی نشان بھی باقی نہیں رہتا۔ ۳۰ طاقت کی دوائی (ہم عام طور پر ۲۰۰ طاقت کی دوا دیتے ہیں) کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ جیسے سمندر کے کنارے پانی میں ایک گھونٹ ڈالیں اور پھر لہریں اس کو برابر سارے پانی میں حل کر دیں۔ پھر جاپان جا کر اس کا ایک قطرہ لے لیں۔ حضور نے فرمایا کہ ہومیو دواؤں کا عملاً ایسا ہی نقشہ ہوتا ہے۔

دوسری دوائی بیسی لینم (Bacillinum) کے بارے میں حضور نے فرمایا کہ یہ سل کے مرض سے بنائی جاتی ہے۔ عموماً دائمی نزلہ ایسے لوگوں کو ہوتا ہے جن کے خاندان میں سل کا مرض ہو۔ اگر یہ مرض خاندانی طور پر موجود ہو تو افراد خاندان کے ناک، کان اور گلا اور Mucous Membrane میں اس کے اثرات پائے جاتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ ان دونوں دوائیوں کی ایک خوراک چار دن تک روزانہ ہر نزلے کے موسم میں پہلے استعمال کی جائے تو اللہ کے فضل سے نزلہ کا حملہ ہوتا ہی نہیں۔ کچھ عرصے کے بعد بعض اوقات یہ دہرانی بھی پڑتی ہے۔ اس وقت جب کہ علامات دوبارہ سر اٹھانے لگیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب میں (۱۹۹۱ء میں) قادیان گیا تو وہاں مجھ پر اس کا معمولی سا حملہ ہو گیا۔ معمولی اس لحاظ سے کہ خدا کے فضل سے میری نماز با جماعت نہیں چھوٹی۔ تاہم اس نے تکلیف کافی پہنچائی۔ اس کے بعد یہ دوا استعمال کی تو اللہ کے فضل سے اس سال کوئی حملہ اس بیماری کا نہیں ہوا۔ بہت سے خطوط ملے ہیں کہ اس کا بڑا فائدہ ہوا ہے۔ تاہم اگر یہ دوا فائدہ نہ دے تو پھر دوسری ادویہ بھی استعمال کی جاتی ہیں۔ بعض دفعہ یہ بھی ہوتا ہے کہ ایک دفعہ دوا نے اثر کیا پھر بے کار ہو گئی۔ چنانچہ ایسی صورت میں پھر نیٹرم میور (Nat. Mur.) استعمال کرائی گئی۔ نمک میں چھینکوں کی طرف میلان پایا جاتا ہے۔ اسکے استعمال سے جو ہلکی سی خارش ہوتی ہے جس سے چھینکیں آتی ہیں اس کی بہت ہلکی سی مقدار استعمال کی جائے تو یہ ان جھلیوں میں چھینکوں کے خلاف دفاع پیدا کر دیتی ہے۔ یہی دفاع نزلاتی جراثیم اور وائرس کے خلاف پیدا ہوتا ہے۔

MORSONS CLOTHING
Ladies and Children Clothing
Specialists in
SCHOOL UNIFORMS
Main Showrooms:
682/4 Uxbridge Road, Hayes,
Tel: 081 573 6361/7548
Kidswear Showroom:
54 The Broadway, Ruislip Road,
Greenford
Ladieswear Showrooms:
34 The Broadway, Ruislip Road,
Greenford
Children and Ladieswear
Showrooms:
51 High Street, Wealdstone

MOST AUTHENTIC
INDIAN FOOD
GRANADA
TAKE AWAY
202 ROUNDHAY ROAD
LEEDS
TELEPHONE 0532 487 602

حضور انور نے فرمایا کہ کئی لوگوں کو لندن میں انفلوئنزہ کا حملہ ہوا جن کو اوپر بیان کی گئی دوائیوں سے اثر نہیں ہوا ان کو پھر میں نے جیلسیمیم، بیلاڈونا اور آرسینک (Gelsemium, Belladonna, Arsenic) ملا کر استعمال کروائی اس کے علاوہ اگر ایک دفعہ جسم جراثیم کے حملہ سے مغلوب ہو جائے تو پھر یہ دوائیں کافی نہیں رہتیں۔ کیونکہ جس جگہ حملہ ہوتا ہے وہاں انفیکشن کے دوسرے جراثیم جگہ بنا لیتے ہیں۔ پھر صرف نزلے کا علاج نہیں کرنا ہوتا بلکہ اس انفیکشن کا بھی علاج کرنا ہوتا ہے۔ یہ دوائیں بالکل بے کار نہیں ہو جاتیں۔ اسی طرح اگر بیماری کو اتنی دیر ہو جائے کہ جھلیوں میں کمزوری پیدا ہو جائے تو کئی قسم کے جراثیم حملہ کر دیتے ہیں۔ بخار ہوتا ہے، جسم ٹوٹتا ہے، پھر ہر کیفیت کے لئے ایک الگ نسخہ دینا پڑتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عام طور پر ہومیو پیتھ اس فلسفے کو قبول کرتے ہوئے کہ ہومیو پیتھی کی ایک دوائی کو دوسری میں نہ ملایا جائے۔ وہ دواؤں کو آپس میں ملاتے نہیں ہیں۔ میں بھی شروع شروع میں ایسا ہی کرتا رہا۔ مگر پھر مجھے یہ طریق بدلنا پڑا۔ اس کی وجہ میری یہ مشکل تھی کہ ایک دوا کی پہچان کے لئے جتنا وقت چاہئے وہ وقت اکثر ہومیو پیتھ کو میسر نہیں آتا۔

حضور نے بتایا کہ میں جب ربوہ میں وقف جدید میں تھا تو مجھے ایک دن میں بعض اوقات ۱۰۰، ۱۰۰ مریض دیکھنے ہوتے تھے۔ تو اگر میں ہر مرض کے لئے ایک ایک دوا تجویز کرتا رہتا تو سارے دنیا کے کام اٹھا رکھتا تب بھی بات نہیں بنی تھی۔

حضور نے فرمایا کہ بعض امراض میں ان کے نسخے بالعموم کام آ جاتے ہیں اور بعض صورتوں میں کام نہیں آتے۔ پھر اور نسخوں کی تلاش کرنی پڑتی ہے۔ بعض دفعہ ایک ایک مریض کی دوا ڈھونڈنے کے لئے بہت محنت کرنی پڑتی ہے۔ نزلہ کے بارے میں انفیکشن ہو جائے تو میں بایو کیمک نسخہ دیتا ہوں۔ یہ ہے فیرم فاس، سلیشیا، کالی میور اور کالی فاس (Ferr. Phos. Silicea, Kali. Mure, Kali Phos یہ چار دوائیں اکٹھی دینے سے انفیکشن قابو میں آ جاتی ہے۔ ان دواؤں کا اثر بہت وسیع ہے۔ یہ جسم کی تمام جھلیوں پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ گردے کی انفیکشن پر طبعی اثر ڈالتی ہیں۔ یہ دوائیں خصوصاً بچوں میں بہت مفید ہوتی ہیں۔

بچوں میں گلے کی خرابی

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر بچوں میں گلے کی ٹانسلز بھی ساتھ ہوں تو ساتھ کلکیریا فلور (Calc. Fluor) ملا دی جائے تو بہت مؤثر ہو جاتی ہے۔ بایو کیمک کے بارے میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عموماً یہ ٹکیوں کی صورت میں ہوتی ہیں۔

IMPORTERS & EXPORTERS
OF
READY MADE
GARMENTS
S.S. ENTERPRISES
TELEPHONE AND FAX NO:
081 788 0608

عام نسخوں میں میں دو ٹکیاں دیتا ہوں۔ زیادہ بھی دے دیں تو نقصان نہیں ہوتا۔ ایک بھی کافی ہے۔ یہ اگر باری باری دی جائیں تو اللہ کے فضل سے بہت سی انفیکشن جسم کو چھوڑ دیتی ہے۔ بچوں کے گلے کی خرابی کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ یہ سب سے مشکل بیماری ہے۔ یہ بچوں میں رات کو بڑھتی ہے اور صبح طبیعت بہتر ہو جاتی ہے۔ ایلوپیتھک ادویہ میں اس کے لئے کیل پول (Calpol) اور اسپرین وغیرہ دی جاتی ہے۔ اس سے عموماً یہ دھوکہ ہوتا ہے کہ مریض درست ہو رہا ہے حالانکہ ایسی دوائیں پسینے کے ذریعے اس کے زہریلے مادے کو خارج کر دیتی ہیں اور وقتی طور پر جسم بہتری محسوس کرتا ہے لیکن بیماری کی اصل وجہ کو نہیں مارتیں۔ اس وجہ سے اگلی رات زیادہ شدت سے حملہ ہو جاتا ہے۔ پھر چھاتی گندگی سے بھرنے لگتی ہے۔ ایسی صورت میں کال پول اور اسپرین استعمال نہ کریں۔ ماؤں کو شوق ہوتا ہے کہ بچے جلد ٹھیک ہو جائیں اکثر مریض بھی کہتے ہیں کہ فائدہ ہوا تھا مگر عارضی تھا۔ ایسے میں ہومیو ادویہ بار بار دینے سے فائدہ ہوتا ہے۔ حضور نے فرمایا عام طور پر یہ اصول پیش نظر رکھیں کہ یہ دوائیں بڑا مریض ہو یا چھوٹا اگر نزلہ اپنے پیچھے کوئی ایسے جراثیم چھوڑ جائے جو بخار پیدا کریں تو اس میں دوائیں بار بار دینے سے غیر معمولی فائدہ ہوتا ہے۔

انٹی بائیوٹک ادویہ کے نقصانات

حضور انور نے فرمایا کہ ایلوپیتھک طریق علاج میں ایسے مریضوں کو انٹی بائیوٹک ادویہ دی جاتی ہیں۔ انٹی بائیوٹک دواؤں میں نمایاں جزو سلفر (گندھک) کا بنیادی عنصر (Base) ہوتا ہے یہ ادویہ مرض پر حملہ کر کے جراثیم کو ختم کر دیتی ہیں۔ اس کا تعلق مرض کو مارنے سے ہے۔ دیکھنے میں یہ بات اچھی لگتی ہے مگر اس کے بہت سے نقصانات بھی ہوتے ہیں۔

حضور نے فرمایا جب ایک مرض کو اس طرح ختم کیا جائے کہ جسم نے اس میں کوئی حصہ نہ لیا ہو تو رفتہ رفتہ جسم اس بیماری سے غافل ہو جاتا ہے اور قدرتی دفاع کا نظام غافل ہو کر سست ہو جاتا ہے۔ اس لئے جو مریض انٹی بائیوٹک ادویہ سے اچھے ہوتے ہیں ان میں وہی بیماری نسبتاً بار بار حملے کرتی ہے۔ پھر دوا کی مقدار بڑھانی پڑتی ہے اور پھر یہ ہوتا ہے کہ انٹی بائیوٹک ادویہ کے مقابلے میں جراثیم دفاع دکھاتے ہیں۔ ان جراثیموں میں ارتقاء باقی زندگی کی قسموں کی نسبت زیادہ تیز ہوتا ہے۔ سب سے زیادہ تیز رفتار ارتقاء وائرس میں ہوتا ہے۔ یہ زندگی اور غیر زندگی کی درمیانی کڑی ہے۔ وہ بہت جلد اپنی حالتیں بدلتا ہے۔ انہی وائرس سے زندگی کا آغاز ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ زندگی کے آغاز میں یہ صلاحیت رکھی کہ ہر مخالفانہ حملے کا دفاع کیا جائے۔ اب یہ جراثیم سوچ سمجھ کر تو دفاع نہیں کرتے۔ مگر طریق ایسا ہے کہ لگتا ہے کہ یونہی ہو رہا ہے۔ ہر دفعہ انٹی بائیوٹک کے حملے سے بہت سے جراثیم مر جاتے ہیں لیکن بعض اندرونی طاقت سے یا Mutation سے یعنی اتفاقاً زیادہ طاقتور ہو جاتے ہیں۔ یہ ڈاکٹروں کا تصور قرار دیا جاتا ہے کہ اگر انٹی بائیوٹک ادویہ لمبا عرصہ کھلائی جائیں تو ایسا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ جراثیم ہر دفعہ کچھ نہ کچھ رد عمل دکھا کر مضبوط ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ہر دفعہ نئی انٹی بائیوٹک ادویہ ایجاد کرنی پڑتی ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ اب تو یہ حالت ہے کہ ترقی یافتہ مغربی ممالک میں جب تک ٹسٹ کروا کے یہ نہ جان لیا جائے کہ کس قسم کے جراثیم ہیں اور یہ کس دوا سے قطعیت سے مر جائے گا اسوقت تک علاج شروع نہیں کیا جاتا۔ حالانکہ قطعیت پھر بھی حاصل نہیں ہوتی اور جو غالب جراثیم ہے اس کے خلاف دوا دی جاتی ہے۔ اس سے مرض تو ختم ہو جاتا ہے مگر مستقل خطرات پیچھے چھوڑ جاتی ہے۔

جراثیم جسمانی نظام دفاع کا مقابلہ نہیں کر سکتے

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہومیو پیتھی ایسی باتوں سے آزاد ہے۔ کیونکہ یہ ادویہ براہ راست کسی جراثیم پر حملہ نہیں کرتیں۔ صرف جسم کو پیغام دیتی ہیں کہ ایسے نوعیت کے شریر موجود ہیں۔ اگر ان اجتماعی علامات کے زہروں کی دوائی ہو اور اس کی مقدار اتنی ہلکی ہو کہ کسی بھی صورت میں جسم پر قابو نہ پا سکیں تو جسم کا دفاع بیدار ہو کر بیرونی حملہ آور کو دبا لیتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ ایلوپیتھک ادویہ کا مقابلہ جراثیم کر سکتے ہیں لیکن جسم کے نظام دفاع کا مقابلہ یہ جراثیم نہیں کر سکتے۔ جسم میں جو صلاحیتیں ہیں اگر ہزار سال بھی تحقیق کی جائے تو ایک مرض کے جواب میں اتنی اینٹی بائیوٹک نہیں بنا سکتے جتنی جسم کے دفاعی نظام میں چند گھنٹوں کے اندر اندر بیماری کے توڑ کی دوائی بنانے کی صلاحیت موجود ہے۔ لاکھوں کی فوجیں، ہتھیار بند لشکر ہیں۔ ایسے خلیے ہیں کہ یہ پیغام ملتے ہی کہ فلاں دشمن جسم میں داخل ہوا ہے اور وہ جسم کے فلاں حصے میں ہے۔ ان فیکٹریوں کو پیغام پہنچتے ہی کثرت سے گولہ بارود تیار ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ پھر یہ گولہ بارود لے جانے والے فوجی چلتے ہیں اور عین اس جگہ پہنچتے ہیں جہاں دشمن ہوتا ہے اور اسے تہس نہس کر کے رکھ دیتے ہیں۔ جب پیغام صحیح ملا ہو تو کوئی مرض اس نظام کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ سب ڈاکٹر اس بات پر متفق ہیں کہ جن بیماریوں کو ہم لاعلاج کہتے ہیں ان میں بعض بیماریاں ایسی ہیں کہ ان کا اچانک علاج ہو جاتا ہے اور یہ تسلیم کرتے ہیں کہ جسم میں اس کی صلاحیت موجود ہے۔ ہومیو پیتھی اسی صلاحیت سے استفادہ کرتی ہے۔ جتنی دفعہ چاہیں، جراثیم جتنے چاہیں بھیس بدل لیں، اس کا مقابلہ دوائی سے نہیں خدا کے قائم کردہ دفاعی نظام سے ہی ممکن ہے۔ وہ اس نظام کے مقابلے میں لازماً مغلوب ہونگے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایلو پیتھک اور ہومیو پیتھک میں ایک اور فرق یہ ہے کہ ایلوپیتھک دوا جسم کے روزانہ کے اتار چڑھاؤ کے مطابق کام کرتی ہے یعنی بخار عموماً صبح کے وقت ٹوٹتے ہیں، دن کو آہستہ ہوتے ہیں اور رات کو زور دکھاتے ہیں۔ ایلوپیتھک دوائی کے اثر سے بخار کم ہوتا جاتا ہے مگر وقت لیتا ہے۔ جب کہ ہومیو دوا بخار چڑھنے کے وقت سے پہلے اپنا اثر دکھا چکی ہوتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ میرا نواسہ بلال چند دن پہلے بیمار ہوا اس کی والدہ بڑی پریشان تھی۔ پہلے عام نزلے کا علاج ہوا لیکن اثر نہ ہوا۔ پھر یہی نسخہ بھیجا گیا۔ شام کو بخار شروع ہوا اور ۱۰۴ درجے سے اوپر نکل گیا۔ صبح سے پہلے رات کو بخار بہت تیز ہو جاتا تھا۔ آدھے آدھے گھنٹے کے وقفے سے بار بار یہ دوا دی گئی۔ رات ۱۰، ۱۱ بجے اطلاع ملی کہ بخار ٹوٹ رہا ہے۔ ۱۰۴ درجے سے کم ہو کر ۱۰۳ ہوا پھر ۱۰۲ ہوا اور پھر بتایا کہ بچہ اطمینان سے سویا ہوا ہے۔ دوسرے دن شام کو ہنستا کھیلتا ہمارے پاس آ گیا۔

بایو کیمک ادویہ

بایو کیمک ادویہ کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ یہ 12. Tissue Remedy کا طریق علاج ہے۔ انسانی جسم میں جو خون کا نظام ہے اس میں ایک نظام ہے جسے الیکٹرولائٹ (Electrolyte) کہا جاتا ہے۔ یہ نظام برقی قوتوں کو متوازن رکھتا ہے۔ جسم کے مختلف حصوں جگر وغیرہ سے باریک مادے نکل کر خون میں داخل ہو رہے ہوتے ہیں اگر نظام متناسب رہے جو جسم میں صحت رہتی ہے۔ یہ بارہ ٹشوز جس سالٹ یا کیمیاوی مادوں سے بنے ہیں ان کے ذریعے سے یہ نظام چلتا ہے۔ بایا کا مطلب ہے زندگی اور کیمک ہے کیمیکل کا خلاصہ۔ یعنی وہ کیمیکلز جن کو زندگی بناتی ہے۔ یعنی جو زندگی برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہیں۔ ان کا توازن بگڑنے سے بہت سی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ یہ دوائیں عموماً الیکٹرولائٹ کو درست کر کے جسم کے دفاع کو بحال کرتی ہیں اور اللہ کے فضل سے بہت فائدہ پہنچتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان میں سے ایک دوائی ہے جس کا نام سلیشیا (Silicea) ہے یہ کوئی کیمیکل نہیں ہے۔ یہ سیلیکون ہے جس سے کمپیوٹر چپس وغیرہ بنتے ہیں۔ یہ ایک ایسی دھات نما چیز ہے جس سے دنیا میں بہت سا مادہ وجود میں آیا ہے۔ اس کو بطور دوائی استعمال کرنے سے اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ یہ بیرونی حملے کے خلاف مستعد نگران اور محافظ کے طور پر استعمال ہوتی ہے۔ یہ سب سے زیادہ حساس دوا ہے جو بیرونی حملوں کے خلاف یا بیرونی اشیاء جو جسم میں داخل ہوتی ہیں ان کے خلاف کام کرتی ہے۔ اس دوا کا کام یہ ہے کہ بیرونی عنصر کی جسم میں آمد پر یہ ایک الارم بجا دیتی ہے۔ بیرونی حملے کی چیز کوئی معین نہیں ہے۔ کوئی ہڈی کا ٹکڑا، کانٹا، شیشے کا ٹکڑا وغیرہ سب پر یہ دوا اثر انداز ہوتی ہے اور اسے جسم سے نکالنے کا کام کرتی ہے۔ سلیشیا کے متعلق بعض احتیاطیں بھی ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ بائیو کیمک طریق علاج بارہ دوائیوں پر مشتمل ہے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ صرف بارہ دواؤں سے ہی ہمارے سارے مرض حل ہو سکتے ہیں۔ جہاں الیکٹرولائٹ کا توازن بگڑے وہاں ان ادویہ کا استعمال مفید رہتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ٹائیفائیڈ بیماری کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ یہ نہایت اہم مرض ہے جس کے زہر بعض دفعہ فالج کے اثرات پیچھے چھوڑ جاتے ہیں اور ٹائیفائیڈ کا مارا ہوا عضلہ پھر کبھی ٹھیک ہوتا نہیں دیکھا گیا۔ وہ اسے مار دیتا ہے اور جو چیز مر جائے خواہ وہ جزوی حصہ ہی ہو وہ پھر زندہ نہیں ہو سکتا سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے دوبارہ پیدائش کا کوئی اور انتظام کیا ہو لیکن نروس سسٹم کے متعلق ایلو پیتھ اس بات پر متفق ہیں کہ Nerve اگر ایک دفعہ مر جائے تو پھر دوبارہ زندہ نہیں ہو سکتی۔ یہ ٹائیفائیڈ Nerve کو مار دیتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ میرے تجربے میں یہ بات آئی ہے کہ ٹائیفائیڈ کا اگر صحیح علاج ٹائیفائیڈ ہونے کے بہت بعد بھی کیا جائے تو اگر زندگی کی کوئی رمق باقی ہے تو وہاں سے پھر زندگی دفاع شروع کر دیتی ہے اور رفتہ رفتہ اثرات مٹ جاتے ہیں۔ پولیو میں بھی میں نے یہی بات دیکھی ہے۔

کیا صلوٰۃ التسبیح باجماعت پڑھی جا سکتی ہے؟

ایم۔ ٹی۔ اے کے ایک پروگرام میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے صلوٰۃ التسبیح با جماعت پڑھنے کے بارہ میں تحقیق کی طرف توجہ دلائی تھی اس پر مکرم حافظ مظفر احمد صاحب نے جو تحقیق بھجوائی ہے اس کا خلاصہ قارئین کے فائدہ کے لئے ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

(ادارہ)

☆ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباسؓ سے فرمایا کہ اے چچا کیا میں تجھے عطا نہ کروں؟ کیا میں تجھے بخشش نہ کروں؟ کیا میں تجھے کوئی تحفہ نہ دوں؟ کیا میں تیرے لئے کچھ کروں نہیں؟ تو پھر دس باتیں ہیں اگر آپ وہ کر لیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے گناہ پہلے پچھلے اور نئے پرانے سب معاف کر دے گا خواہ وہ دانستہ ہوں یا نادانستہ، چھوٹے ہوں یا بڑے، پوشیدہ ہوں یا ظاہر۔ وہ دس چیزیں یہ ہیں کہ آپ چار رکعت نماز ادا کریں اور ہر رکعت میں فاتحہ اور اس کے ساتھ ایک سورۃ پڑھیں، پہلی رکعت میں قرات سے فارغ ہو جائیں تو حالت قیام میں ہی "سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر" پندرہ مرتبہ پڑھیں۔ پھر رکوع کریں اور حالت رکوع میں دس مرتبہ یہ کلمات پڑھیں۔ پھر رکوع سے سر اٹھائیں اور دس مرتبہ یہ کلمات دہرائیں۔ پھر سجدہ کریں اور دس دفعہ یہ کلمات پڑھیں۔ پھر سجدہ سے سر اٹھائیں اور دس مرتبہ یہ کلمات پڑھیں۔ پھر سجدہ کریں اور دس مرتبہ یہ کلمات پڑھیں۔ پھر سجدہ سے سر اٹھا کر دس مرتبہ یہ ذکر کریں۔ تو اس طرح یہ کل ۷۵ ہر رکعت میں ہوئے۔ اس طرح چاروں رکعات میں آپ کریں۔ اگر آپ کو توفیق ہو کہ ہر روز یہ نماز پڑھیں تو ایسا کریں۔ اور اگر نہیں تو پھر ہر جمعہ کو ایسا کر سکیں تو کریں اور اگر یہ بھی نہ کر سکیں تو پھر ہر مہینہ میں ایک دفعہ یہ نماز پڑھ لیں اور یہ بھی نہ کر سکیں تو سال میں ایک مرتبہ پڑھ لیں اور اگر یہ بھی نہ کر سکیں تو ساری عمر میں ایک مرتبہ ہی پڑھ لیں۔ (سنن ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب صلاۃ التسبیح)

صلوٰۃ التسبیح کے راوی صحابہ

(۱) حضرت عبداللہ بن عباسؓ، (۲) حضرت فضل بن عباسؓ، (۳) حضرت عباسؓ، (۴) حضرت عبداللہ بن عمرؓ، (۵) حضرت ابو رافعؓ، (۶) حضرت علی بن ابی طالبؓ، (۷) حضرت جعفر بن ابی طالبؓ، (۸) حضرت ام سلمہؓ، (۹) اور ایک انصاریؓ۔

کتب حدیث جن میں صلوٰۃ التسبیح کی حدیث ہے

(۱) جامع ترمذی، (۲) سنن ابن ماجہ، (۳) دار قطنی، (۴) مستدرک حاکم، (۵) سنن بیہقی، (۶) ابن حبان، (۷) صحیح ابن خزیمہ، (۸) طبرانی کبیر، (۹) طبرانی اوسط۔

حدیث صلوٰۃ التسبیح کو صحیح قرار دینے والے آئمہ حدیث

ابو داؤد والی ابن عباس کی بیان کردہ روایت کو مندرجہ ذیل آئمہ محدثین نے صحیح قرار دیا ہے۔

(۱) حافظ ابو بکر آجری، (۲) ابو محمد عبدالرحیم مصری، (۳) حافظ ابو الحسن مقدسی، (۴) ابو بکر بن داؤد، (۵) امام مسلم کے نزدیک ابو داؤد کی اس روایت سے زیادہ صلوٰۃ التسبیح کی کوئی روایت صحیح نہیں۔ (۶) حاکم نے بھی اسے صحیح کہا ہے، (۷) ابن حجر کے نزدیک ابن عباس کی روایت کو دوسرے شواہد تقویت دیتے ہیں، (۸) دار قطنی نے فضائل صلوٰۃ میں اسے صحیح ترین کہا۔

ان کے علاوہ ابن مندہ، خطیب، ابن صلاح اور سبکی نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔

حدیث صلوٰۃ التسبیح پر تنقید

(۱) ترمذی نے ابو رافع والی روایت کو غریب کہا ہے اور محدث ابن العربی نے ضعیف قرار دیا ہے۔

(۲) عقیلی کہتے ہیں صلوٰۃ التسبیح کے بارہ میں کوئی حدیث بھی صحیح ثابت نہیں۔ ان کے جواب میں علامہ سبکی کہتے ہیں کہ اگر عقیلی ابو داؤد، ابن خزیمہ اور حاکم جیسے محدثین کی رائے اس حدیث کے بارہ میں صحت کی دیکھتے تو یہ نہ کہتے۔

(۳) ابن الجوزی نے صلوٰۃ التسبیح کو "موضوع" قرار دیا ہے۔ علامہ ابن حجر نے کہا کو ابن الجوزی نے برا کیا۔

علامہ شوکانی کہتے ہیں کہ یہ نماز اپنی صفت وہیئت میں تعلیمات نبویہ سے شدید اجنبیت اور مخالفت رکھتی ہے۔ اور ذوق گواہی دیتا اور دل تصدیق کرتا ہے کہ اس میں اجنبیت ہے اور میرے نزدیک ابن الجوزی نے اسے درست طور پر موضوع قرار دیا ہے اور سیوطی نے بھی اس کے تمام طرق کو ضعیف قرار دیا ہے۔ اور کہا ہے کہ صرف ابن عباس والی روایت "حسن" کے قریب ہے مگر وہ شاذ اور فرد ہے کیونکہ اس کا کوئی معتبر شاہد اور متابع (مؤید) نہیں۔

(تحفۃ الذاکرین بعدۃ الحصن الحصین تالیف محمد بن علی شوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ دار الکتب العربی، بیروت)

—○○—

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباسؓ کو صلوٰۃ التسبیح کا جو طریق بتایا وہ انفرادی نماز کا غالب مضمون لئے ہوئے ہے۔

☆ خود نبی کریم ؐ سے انفرادی یا با جماعت صلوٰۃ التسبیح پڑھنے کا کوئی ذکر نہیں ملا۔

☆ عام نفل نماز با جماعت ادا کی جا سکتی ہے، حدیث میں اس کی تین مثالیں ملتی ہیں۔

—○○—

نفل نماز با جماعت کی مثالیں

☆ حضرت عتبانؓ بن مالک سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا کہ اے خدا کے رسولؐ! میری قوم کی مسجد اور میرے درمیان سیلاب حائل ہو جاتے ہیں۔ میری خواہش ہے کہ آپ میرے گھر تشریف لائیں اور ایسی جگہ نماز پڑھیں جسے میں (گھر کی) مسجد بنا لوں۔ آپؐ نے فرمایا (اچھا) ہم ایسا ہی کریں گے۔ پھر جب آپ گھر تشریف لائے تو فرمایا تم کہاں چاہتے ہو (کہ نماز پڑھی جائے) میں نے گھر کے ایک گوشے کی طرف اشارہ کیا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے، ہم نے آپ کے پیچھے صف باندھی پھر آپ نے دو رکعت نماز پڑھائی۔

(بخاری کتاب الاذان باب من لم یرد السلام علی الامام)۔

☆ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ میں نے اور ہمارے گھر کے ایک بچے نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی اور ہماری ماں ام سلیمؓ ہمارے پیچھے صف میں تھیں۔

(بخاری کتاب الاذان باب المرء ۃ وحدھا تکون صفا)

☆ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نے ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اور آپؐ کے بائیں کھڑا ہو گیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے سے میرے سر سے مجھے پکڑا اور مجھے اپنے دائیں کر دیا۔

(بخاری کتاب الاذان باب اذا قام الرجل عن یسار الامام)

☆ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات مسجد میں نماز پڑھی، لوگوں نے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ دوسری رات پھر آپ نے نماز پڑھی تو لوگ زیادہ ہو گئے۔ پھر تیسری یا چوتھی رات تو وہ بہت زیادہ تعداد میں اکٹھے ہو گئے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس باہر نہ آئے۔ صبح ہوئی تو آپؐ نے فرمایا (رات) تم جو (انتظار وغیرہ) کرتے رہے میں نے دیکھا اور مجھے باہر آنے سے کسی چیز نے نہیں روکا سوائے اس کے کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں تم پر یہ فرض نہ ہو جائے اور یہ رمضان کی بات ہے۔

(بخاری کتاب التہجد باب تحریض النبیؐ)

☆ رمضان میں رات کو نفل نماز (جو صلوٰۃ التراویح کہلائی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن پڑھا کر اس لئے ترک کر دی کہ فرض نہ سمجھی جائے۔

☆ مذکورہ بالا واقعات کے علاوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ کسوف اور صلوٰۃ الاستسقاء با جماعت پڑھانے کے علاوہ اور کوئی نماز با جماعت ثابت نہیں۔

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گاہے صلوٰۃ الضحیٰ اور صلوٰۃ الاشراق اور صلوٰۃ الاوابین (مغرب کے بعد چھ رکعات) پڑھتے تھے مگر انفرادی۔

☆ فتح مکہ کے موقعہ پر نبی کریمؐ نے صلوٰۃ الضحیٰ آٹھ رکعت انفرادی پڑھی جو عام معمول نہ تھا۔

☆ فتح مکہ کے دن ہی خانہ کعبہ کے اندر چند نوافل انفرادی ادا کئے جبکہ حضرت علیؓ، حضرت بلالؓ وغیرہ چند صحابہ ساتھ تھے۔ انہوں نے نفل الگ ادا کئے۔

☆ علماء سلف نے ان احادیث سے جن میں نفل نماز با جماعت کا ذکر ہے یہ استدلال کیا ہے کہ بوقت ضرورت نفل نماز با جماعت ادا کی جا سکتی ہے۔

☆ صلوٰۃ التسبیح کی انفرادی حیثیت کو بھی محل نظر قرار دیا گیا ہے اس لئے کسی محدث نے اس کے با جماعت پڑھے جانے کا سوال نہیں اٹھایا (شاید بدعت کے نقطہ نظر سے بھی)۔

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رمضان میں تین روز سے زیادہ نفل با جماعت نہ پڑھانے اور اس کی حوصلہ شکنی سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ نفل نماز کی علیحدہ ادائیگی زیادہ بہتر ہے۔

☆ صلوٰۃ التسبیح میں زیادہ تر زور نماز میں انہماک اور توجہ و خشوع پر معلوم ہوتا ہے جو انفرادی رنگ میں بہتر ادا ہو سکتی ہے بالخصوص ۱۰ سے ۱۵ بار ان کلمات کی گنتی وغیرہ۔ واللہ اعلم بالصواب۔

نماز جنازہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۷ دسمبر بروز منگل قبل از نماز ظہر مکرم ملک بدر محی الدین صاحب (لندن) کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

اس کے ساتھ ہی مندرجہ ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی:

(۱) مکرم عبدالحمید صاحب ٹیلر ماسٹر آف گوجرانوالہ، پاکستان۔

(۲) مکرم ملک جمال احمد پسر مکرم ملک رشید احمد صاحب مرحوم ربوہ۔

(۳) مکرم مسعود احمد صاحب فیصل آباد، پاکستان۔

(۴) مکرم لیفٹیننٹ کمانڈر رفیق احمد صاحب (پاکستان نیوی) کراچی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

DISTRIBUTORS OF CRIMPLENE/ VELVET & POLYESTER COTTON CLOTH/ QUILTS & BLANKETS/ PILLOWS & COVERS/ VELVET CURTAINS/ NYLON & SATIN FINISH BED SPREADS/ BED SETTEE & QUILT COVERS/ VELVET CUSHION COVERS/ PRAYER MATS/ ETC. ETC DIRECT SALE TO THE PUBLIC

CROWN TEXTILES,
138 ABBEY ROAD, BRADFORD, BD8 8DP
PHONE 0274 724 331/ 488 446
FAX 0274 730 121

KOLMAN
FOODS
BUYING GROUP

FOR
GROCERS
AND C.T.N.
SHOPS

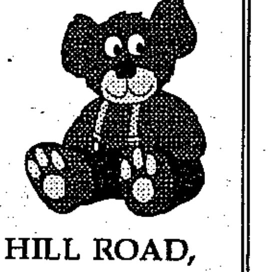

2 SANDY HILL ROAD,
ILFORD, ESSEX

TELEPHONE
081 478 6464
081 553 3611

ALZHEIMER ایلزہائمر

ایک خطرناک بیماری

(محمد زکریا ورک - کینیڈا)

امریکہ کے سابق صدر رونالڈ ریگن نے ۵ نومبر کو یہ اعلان کیا ہے کہ انہیں ایلزہائمر کا مرض لاحق ہو گیا ہے۔

ایلزہائمر ایک نیورولاجیکل بیماری ہے۔ اس مرض میں مبتلا ہونے والا شخص اپنی یادداشت کھو بیٹھتا ہے۔ یادداشت کے ضائع ہونے کے علاوہ اس کی شخصیت میں تبدیلی آجاتی ہے۔ وہ کھویا کھویا سارہتا ہے۔ اس کے فیصلہ کرنے کی قوت کمزور ہو جاتی ہے۔ اس کو کھانا پکانا بھول جاتا ہے۔ کار چلانی مشکل معلوم ہوتی ہے۔ بوٹوں کے تسمے باندھنا مشکل لگتا ہے۔ گھڑی سے وقت بتلانے میں دقت ہوتی ہے۔ نیز ماضی قریب میں ہونے والے واقعات فراموش ہو جاتے ہیں۔ نارتھ امریکہ میں یہ بیماری ہر سال ۴۳ لاکھ لوگوں کو لاحق ہوتی ہے۔ ۶۵ سال سے اوپر کے ہر دس افراد میں سے یہ بیماری ایک کو لاحق ہوگی اور ۸۰ سال سے اوپر کے افراد میں سے ۳۳ فیصد لوگ اس کا شکار ضرور ہونگے۔

بالٹی مور کے مشہور ہسپتال جان ہاپکن میڈیکل انسٹی ٹیوٹ میں ہونے والے تجربات کے مطابق اس مرض میں مبتلا ہونے والا شخص ماضی قریب میں ہونے والے واقعات بھول جاتا ہے۔ کل جو واقعات ہوئے وہ یاد نہیں رہتے۔ ڈاکٹر سے ملاقات کا وقت بھول جاتا ہے۔ صبح ناشتہ میں کیا کھایا تھا وہ بھول جاتا ہے۔ گروسری اسٹور سے گھر آنے کا راستہ بھول جاتا ہے۔ اپنے بچوں کے نام بھول جاتے ہیں۔ یہ بھی یاد نہیں رہتا کہ ان کے بچے بھی ہیں یا نہیں؟ بعض ایک اپنے رفیق حیات کو نہیں پہچان سکتے۔ مریض رفتہ رفتہ ڈیپریشن کا شکار ہو جاتا ہے۔ انسان کے دماغ کا وہ حصہ جس سے ہم سوچتے ہیں اور جس کا نام Cortex ہے وہ بری طرح متاثر ہوتا ہے۔ بعض لوگ Halluci-nate کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ مریض لوگوں کے چہرے پہچاننے سے محروم ہو جاتا ہے گرمی و سردی کا احساس ختم ہو جاتا ہے۔ بات چیت سمجھنے میں دقت ہوتی ہے۔ مریض لڑنے بھڑنے کے لئے تیار ہوتا ہے۔ مریض زیادہ دیر زندہ رہے تو اعصابی خلیے جو Motor — Skills کو کنٹرول کرتے ہیں وہ بھی بری طرح متاثر ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ مریض چلنے پھرنے، بولنے چالنے اور غذا نگلنے سے محروم ہو جاتا ہے۔

تاریخ ـ ایلزہائمر کی نشان دہی

ایلزہائمز کی بیماری اس کے دریافت کنندہ، ایک جرمن نیورو پیتھالوجسٹ ایلائز ایلز ہائمر (Alois Alzheimer) کے نام سے موسوم ہے۔ اس نے اس بیماری کے بارہ میں دنیا کو ۱۹۰۶ء میں بتلایا۔ ڈاکٹر ایلزہائمر نے اس بیماری کی دریافت جرمنی کے شہر توبنگن میں ۵۱ سال کی ایک جرمن خاتون کے دماغ کا اس کی موت کے بعد کئی مہینوں تک جائزہ لینے کے بعد کی۔ اس نے اس عورت کا دماغ مائکروسکوپ کے نیچے رکھ کے متواتر کئی روز کے مشاہدہ کے بعد محسوس کیا کہ اس عورت کا دماغ ہیئت اور صورت میں نارمل دماغ سے بالکل مختلف تھا۔ اس کے اعصاب کے خلئے آپس میں یوں الجھے ہوئے تھے جیسے اون کے دھاگے ہزاروں کی تعداد میں آپ میں الجھے ہوئے ہوں۔ اس نے یہ بھی دیکھا کہ اعصاب کے خلیوں کے باہر ایک مواد سا جمع ہو گیا تھا جس کو Plaque کہتے ہیں "پلیق" کے خلیوں کے باہر جمع ہونے کے باعث دماغ کے اندر سگنل پاس نہیں ہوتے ہیں۔ گویا دماغ کا نظام شارٹ سرکٹ ہونا شروع ہو جاتا ہے جس کے نتیجہ میں یادداشت کے پیغامات ایک سیل سے دوسرے سیل تک سفر نہیں کر سکتے۔ نیز انسان کی سوچ پر بھی برا اثر پڑتا ہے۔

اعصابی خلیے جب آپس میں الجھ جاتے ہیں تو اس کے نتیجہ میں یہ خلئے اپنا مخصوص کام بھی رفتہ رفتہ سر انجام دینا چھوڑ دیتے ہیں۔ ایک دوسرا منفی اثر اس کا یہ ہوتا ہے کہ دماغ کے اندر ایک خاص کیمیکل (Acety-lcholine) پیدا ہونا کم ہو جاتا ہے جو خلیوں کے درمیان رابطہ کے لئے ازبس ضروری ہوتا ہے۔ ایلزہائمر کے مریضوں کے دماغ میں یہ کیمیکل فطری طور پر پیدا ہونا بند ہو جاتا ہے۔ ۱۹۶۰ء میں انگلستان میں تین سائنس دانوں نے اس موضوع پر مزید تحقیق کی۔ انہوں نے ۲۸ ایسے مریضوں کے دماغ کا مطالعہ کیا جو ایلزہائمر کے مرض سے فوت ہوئے تھے۔ یہ سائنس دان اس نتیجہ پر پہنچے کہ جو مریض ایلزہائمر کے مرض سے کوچ کر گئے تھے ان کے دماغ کے اعصاب میں Abnormal Fibre ہونے کے علاوہ ان کے اعصاب کے کونے (Nerve Endings) بھی رو بہ تنزل ہو چکے تھے ان سائنس دانوں نے اس بات کی تصدیق کی کہ لوگوں کے دماغ میں جب Tangles اور Plaques پیدا ہو جاتے ہیں تو وہ اپنا دماغ کھو بیٹھتے ہیں۔

امریکہ میں سائنس دان اس بیماری کے علاج کے لئے پچھلے بیس سال سے سرگرداں ہیں مگر ابھی تک کوئی قابل یقین علاج یا دوا تلاش نہیں ہو سکی۔ ہاں اس ریسرچ کے دوران بعض ایسی باتیں معلوم ہوئی ہیں جو بہت امید افزا معلوم ہوتی ہیں۔ سائنس دان کہتے ہیں کہ اس مرض کی بہت سی صورتیں ہیں ایک صورت میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ۶۵ سال سے اوپر عمر والے لوگوں میں گویا ورثہ میں چلی آتی ہے ایسے لوگوں میں پروٹین کی دو قسمیں Tau اور Beta — Amyloid خلیوں کے کام میں رکاوٹ پیدا کر دیتے ہیں۔ دماغ کا وہ حصہ جو یادداشت، سوچ، زبان و بیان کے لئے ضروری ہوتا ہے وہ اس عمل سے بری طرح متاثر ہوتا ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ایلز ہائمر والے دماغ میں Tangles and Plaques موجود ہوتے ہیں۔ Tangles نیوران کے اندر بیمار شدہ پروٹین ہوتا ہے جبکہ پلیق نیوران کے باہر موجود ہوتا ہے۔

امریکہ میں ہونے والی ایک اور ریسرچ میں بعض ایک بڑے بڑے ماہر نیورو پیتھالوجسٹ نے ہسپتالوں میں ہزاروں مردہ دماغوں کا معائنہ کرنے کے بعد یہ پتہ لگایا ہے کہ دماغ کا وہ حصہ جس کو Hippocam-pus کہتے ہیں وہ Tangle اور Plaque سے بھر جاتا ہے جس سے یادداشت اور جذبات پر منفی اثر پڑتا ہے اور خلیوں کے درمیان کنکشن Synapses کمزور ہو جاتے ہیں اس کے بعد اس بیماری کا اثر دماغ کے اس حصہ پر ہوتا ہے جس کو Cerebral Cortex کہتے ہیں اس سے وہ نیوران اور کنکشن متاثر ہوتے ہیں جو زبان و بیان اور سوچنے کے لئے ازبس ضروری ہوتے ہیں۔

دماغ یا اسٹور ہاؤس

ہمارا دماغ یادداشت، جذبات اور منطق کا ایک پیچیدہ اسٹور ہاؤس ہے۔ ۱۹۶۰ء کے نیویارک میں ہونے والے "ورلڈ فیئر" (World Fair) میں سائنس دانوں نے دماغ کو عملی صورت میں پیش کرنے کے لئے ۶۱ کلومیٹر کی الیکٹرک وائرنگ سینکڑوں موٹریں اور ہزاروں لائٹ بلب آپس میں ملا کر ایک انسانی دماغ کا الیکٹرک ماڈل پیش کیا تھا۔ روس کے انقلابی رہنما لینن کا دماغ اس کی وفات کے بعد اس کے جسم سے نکال کر محفوظ کر لیا گیا تھا۔ اسی طرح بیسویں صدی کے مشہور سائنس دان آئن شائن کا دماغ بھی ابھی تک لیبارٹری میں محفوظ ہے۔ اور سائنس دان اس پر تجربات کر کے یہ بات پتہ لگا رہے ہیں کہ وہ کیونکر اتنا ذہین تھا؟۔

امریکہ کے دارالحکومت واشنگٹن میں دماغوں کا میوزیم موجود ہے اس کا نام Armed Forces Institute of Pathology ہے اس میوزیم میں ۱۵۰۰ دماغ محفوظ کئے گئے ہیں۔ بعض دماغ نوجوان لوگوں کے اور بعض بوڑھوں کے ہیں۔ ایڈز سے مرنے والے بعض اشخاص کے دماغ بھی محفوظ ہیں اسی طرح روس کے ماسکو برین انسٹی ٹیوٹ میں لینن کے دماغ کے علاوہ دوسرے مشاہیر کے دماغ بھی موجود ہیں۔

انسانی دماغ کھوپڑی کے اندر ایک خاص پانی میں محفوظ قائم رہتا ہے۔ ہمارا دماغ زندگی بھر کبھی بھی آرام نہیں کر پاتا۔ یہ ہر وقت خون میں سے آکسیجن اور گلوکوز کو جذب کرتا رہتا ہے۔ ایک منٹ میں قریب ۸۰۰ ملی لیٹر خون ہمارے دماغ میں سے گردش کر کے گزرتا ہے۔ ۷۵ ملی لیٹر خون دماغ کے اندر ہر وقت موجود ہوتا ہے۔ ایک عام دماغ کے اندر ۱۲ بلین اعصابی خلئے یا نیوران موجود ہوتے ہیں۔ دماغ کے اندر پیغامات ایک سے دوسرے نیوران تک سفر کرتے ہیں۔ یہ سفر ایک کیمیکل کے ذریعہ ہوتا ہے۔ نیوران اگر ایک دفعہ مر جائیں تو یہ دوبارہ پیدا نہیں ہوتے ہیں۔ دماغ کا عموماً وزن تین پاؤنڈ ہوتا ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ دماغ سکڑنا شروع ہو جاتا ہے۔ اس کا وزن گر جاتا ہے اور نیوران کے کم ہونے کے ساتھ ساتھ اس کی دماغی طاقت Brain Power بھی کمزور ہوتی جاتی ہے۔

ہارٹ اٹیک، سرطان اور فالج کے بعد اب ایلزہائمر نارتھ امریکہ میں مہلک مرض قرار دیا جانے لگا ہے۔ امریکہ میں ہر سال قریباً ایک لاکھ اموات اس مرض سے واقع ہوتی ہیں۔ ایلزہائمر کے مرض میں مبتلا انسانوں کو نیویارک کے اوک وڈ ہسپتال (Oakwood) کے ایک ڈاکٹر نے ٹائم ٹریولرز کے نام سے منسوب کیا ہے۔ کیونکہ اس مرض میں مبتلا شخص ہمیشہ ماضی کی باتیں کرتا ہے۔ زمانہ حال کا احساس بالکل ختم ہو جاتا ہے۔ اس بات کی ایک مثال آسٹریلیا کے ایک باشندے کی ہے جو ایلزہائمر کے مرض میں مبتلا ہوا۔ آسٹریلیا میں رہتے ہوئے اس کو پچاس سال ہو گئے تھے اچانک اس نے اطالوی زبان میں باتیں کرنا شروع کر دیں اور انگلش اس کو یک دم بھول گئی اور کسی نامعلوم وجہ کی بنا پر اس نے اپنی مادری زبان اطالین میں گفتگو کرنا شروع کر دی۔

ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ ستر سال کی عمر کے انسان کا دماغ وزن میں بیس سے تیس فی صد کم ہو جاتا ہے مگر تاریخ میں چند ایک انسان ایسے بھی گزرے ہیں جنہوں نے بڑھاپے میں پہنچ کر عظیم کتابیں لکھیں یا آرٹ کا عظیم کارنامہ سر انجام دیا۔ ایسے مشہور و معروف انسانوں میں سے انگلستان کے نامور ادیب "سمرسٹ ماہم"، "برٹرینڈ رسل" اور اطالوی مصور "پکاسو" کے نام قابل ذکر ہیں۔

قنوطیت اور ایلز ہائمر کا آپس میں کیا تعلق ہے؟ ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ ایسے افراد جو ہمیشہ قنوطیت کا شکار رہتے ہیں ان کا ایلز ہائمر کا شکار بننا نسبتاً آسان ہوتا ہے۔ قنوطیت (Depression) میں مبتلا شخص کو نیند نہیں آتی، بھوک نہیں لگتی۔ وہ ہر وقت مضمحل رہتا ہے۔ لوگوں سے ملنے سے گریز کرتا ہے۔ اس حالت میں اس کے سوچنے کا عمل کمزور ہو جاتا ہے اور وہ ہر وقت "موڈی" رہنے لگتا ہے۔ اس لئے ایلزہائمر سے بچنے کے لئے خوش مزاجی اپنے اندر پیدا کرنا لازمی ہے۔ ایلزہائمر کی بیماری انسان کو یک لخت گرفت میں نہیں لیتی ہے بلکہ یہ رفتہ رفتہ دماغ کو اپنے شکنجہ میں لیتی ہے۔ درحقیقت یہ ایک بہت سست عمل (Slow Process) ہے۔ اس کی کوئی معین تاریخ نہیں ہوتی ہے۔ جتنی انسان کی عمر زیادہ ہوگی اتنا ہی اس کا ہونا ممکن ہوگا۔ بیس سال کی عمر کے بعد انسان کے دماغ کے ۵۰،۰۰۰ سیل روزانہ ضائع ہونا شروع ہو جاتے ہیں جو کہ دوبارہ پیدا نہیں ہوتے ہیں۔ شائد عمر گزرنے کے ساتھ ساتھ یادداشت کم ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہو۔ چاہئے کہ انسان مختلف باتیں ذہن میں ترتیب سے رکھے۔ کیونکہ جتنا زیادہ انسان انفارمیشن کو اپنے اندر ٹھیک ٹھیک باقاعدہ ایک ترتیب سے اسٹور کرے گا اتنا ہی زیادہ انفارمیشن کو واپس لانا (Retrieve) آسان ہوگا۔

یہ جاننے کے لئے کہ کسی شخص کو ایلزہائمر کا مرض لاحق ہوا ہے یا نہیں ڈاکٹر ایک بہت ضروری ٹیسٹ کرتے ہیں جس کو Face—Hand Test کہا جاتا ہے

ADVERTISE YOUR GOODS
AND SERVICES IN THE
AL FAZL INTERNATIONAL
CONTACT
NAEEM OSMAN MEMON
081 874 8902/ 081 875 1285

1 HOUR
PHOTO PRINTS
SET A PRINT
246, WIMBLEDON PARK
ROAD, SOUTHFIELDS,
LONDON SW18
PHONE 081 780 0081

۔ ڈاکٹر مریض کے بالکل مخالف بیٹھ کر مریض کو آنکھیں بند کر کے اپنے ہاتھ گھٹنے پر رکھنے کو کہتا ہے۔ ڈاکٹر اپنا ہاتھ مریض کے چہرہ کے ایک طرف پھیرتا ہے اور پوچھتا ہے کہ یہ چہرہ کی کون سی سائیڈ ہے؟ پھر وہ اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ پھیرتا ہے اور پوچھتا ہے کہ یہ کون سا ہاتھ تھا؟ یوں ڈاکٹر اس کے ہاتھوں اور چہرے پر ہاتھ پھیر کر بار بار یہی سوال دہراتا ہے۔ تجربہ سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ اگر آنکھیں کھول کر بھی یہ تجربہ کیا جائے تو نتیجہ ایک سا ہی ہوتا ہے۔

ایلزہائمر کے مریض کی ایک اور پہچان اس کے چلنے کا انداز ہے۔ چلتے وقت اس کا سر اور کندھے آگے کو جھکے ہوتے ہیں ۔ چال ست اور بازو آگے پیچھے کو حرکت نہیں کرتے ہیں۔ چلتے وقت مٹھی بند ہوتی ہے۔

ایلزہائمر ہونے کی وجوہات

ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ ۶۵ سال سے اوپر کی عمر کے لوگوں میں یہ مرض پانچ سے ۱۰ فیصد واقع ہوتا ہے۔ ایلزہائمر ہونے کی بہت ایک وجوہات ہیں مگر ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

(۱) انسان کس قسم کی غذا کھاتا ہے اس کا اثر جسم اور ذہن پر لازماً ہوتا ہے۔ غذا کے معاملہ میں میانہ روی بہت ضروری ہے۔

(۲) ذہنی دباؤ۔ انسان ہر وقت ذہنی تناؤ کا شکار رہے تو بالآخر دماغ جواب دے جائے گا۔

(۳) ڈیپریشن بعض حالتوں میں نہایت مہلک ثابت ہوتا ہے۔ خاندان میں کسی قریبی رشتہ دار کی اچانک وفات، گہرے صدمہ کا باعث ہونے کے ساتھ انسان کو ڈیپریشن میں بھی مبتلا کر سکتی ہے۔

(۴) سائنس دان اس بات پر تجربات کر رہے ہیں کہ آیا اس بیماری کے ہونے کی وجہ Viral ہے، بائیو کیمیکل ہے، یہ بیماری انسان کے جین میں گویا ورثہ میں ملی ہے، یا اس بیماری کی وجہ انسان کا ماحول ہے جس میں وہ رہتا یا بڑا ہوتا ہے، ایک تھیوری سائنس دان یہ پیش کرتے ہیں کہ انسان جس چیز کا استعمال نہ کرے رفتہ رفتہ وہ ضائع ہو جاتی ہے۔

What you don't use, you loose.

جس طرح انسان کے پٹھے عام استعمال سے بیکار ہو جاتے ہیں اسی طرح اگر انسان دماغ کا صحیح استعمال نہ کرے تو یہ بھی بیکار ہو جاتا ہے۔ اس لئے اخبار پڑھنا، کتابیں پڑھنا، قرآن حفظ کرنا، ریاضی کے سوال حل کرنا، اخبار سے کراس ورڈ حل کرنا بہت مفید ہے۔

یادداشت کے بڑھانے کے لئے یا اس کو نارمل حالت میں بر قرار رکھنے کے لئے ایک دوا Hydergine بہت مفید ثابت ہوئی ہے۔ انگلستان کے شہر "ڈربی شائر" کے ایک ہسپتال "چیسٹر فیلڈ رائل ہسپتال" کے ڈاکٹر رانلڈ نے اس دوائی کا اپنے مریضوں میں دس سال تک استعمال کیا۔ وہ حتمی طور پر کہتے ہیں کہ اس دوائی کے استعمال سے ان کے مریضوں کی یادداشت بڑھ گئی۔

صحت مند دماغ کے لئے آکسیجن اور گلوکوز کا ہونا لازمی امر ہے ۔ ان دو چیزوں کے مفقود ہونے سے دماغ کے اعصابی خلیے مر جاتے ہیں اور ایلزہائمر پڑاؤ ڈال دیتا ہے۔ مریض میں اعصابی خلیے کیوں اور کیسے مرتے ہیں اس بات کا جواب ابھی تک حتمی طور پر کسی کو معلوم نہیں ہے۔ جتنا زیادہ جلدی سائنس دان اس نظام کو سمجھ سکیں گے اتنا ہی جلدی اس کا علاج ملنا ممکن ہو جائے گا۔ انسان کو کوشش کرنی چاہئے کہ وہ ایلومینم (Aluminum) سے اجتناب کرے کیونکہ یہ ایسی دھات ہے جو دماغ میں داخل ہو کر ہمارے نیوران کو ہلاک کر دیتی ہے۔ ایلومینم ہوا میں سے، غذا میں سے، گرد و غبار میں سے، کاروں کے سیاہ دھوئیں میں سے اور پانی سے ہمارے جسم میں داخل ہوتا ہے۔ امریکی ریاست اوہایو (Ohio) کے شہر کولمبس کے یونیورسٹی اسکول آف میڈیسن کے ایک ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ ایلز ہائمر کے ہونے میں ایلومینم کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔

اگر آپ اپنے کسی عزیز کے بارہ میں سوچتے ہیں اور اس کو ایلزہائمر کا مرض لاحق ہو گیا ہے تو اس کے لئے فوراً اپنے فیملی ڈاکٹر سے رجوع کریں کیونکہ ڈاکٹر فزیکل ٹیسٹ کر کے مریض کے دماغ کا Cat Scan کر کے دماغ کے ارد گرد ہڈیوں اور برین ٹیشو Brain Tissue کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ دماغ میں بجلی کی مقدار جاننے کے لئے E. E. G کیا جاتا ہے۔ بعض ڈاکٹر ریڑھ کی ہڈی میں سے نمونہ کے طور پر جوس نکال کر دماغ کے ارد گرد جو مائع ہوتا ہے اس کا اندازہ کرتے ہیں کہ کہیں اس میں انفیکشن تو نہیں ہے۔ خون کا بھی ٹیسٹ کیا جاتا ہے تا معلوم ہو سکے کہ گردے اور پتہ جگر وغیرہ ٹھیک کام کر رہے ہیں۔ یوں کئی ایک قسم کے ٹیسٹ کر کے ڈاکٹر فیصلہ کرتا ہے کہ آیا مریض کو ایلزہائمر ہے یا نہیں؟ ایک نئی مشین جس کا نام (Positron Emission Tomography) P. E. T. ہے اس کے ذریعہ انسان کے دماغ کی فعالیت (Activity) کو ماپا جاتا ہے۔

امریکہ میں قریب قریب ہر شہر میں ایلزہائمر سوسائٹیاں قائم ہو چکی ہیں جہاں لوگوں کو مختلف قسم کی امداد مہیا کی جاتی ہے۔ اقوام متحدہ کے ادارہ ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن نے ہر سال ۲۱ ستمبر کو "ورلڈ ایلزہائمر ڈے" قرار دیا ہے۔

امریکہ میں ہونے والی تازہ ریسرچ کے مطابق ڈاکٹروں کی ایک ٹیم نے شکاگو میں ایک نیا طبی ٹیسٹ تیار کیا ہے جس کا نام "آئی ٹیسٹ" ہے۔ اس ٹیسٹ اور اس کے نتائج کی تفصیل امریکہ کے مشہور رسالہ "سائنس" میں نومبر ۱۹۹۴ء میں شائع ہوئی ہے ۔ ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ ابھی تک ایلزہائمر کے مریض کی شناخت کے لئے مہینوں کا عرصہ درکار ہوتا ہے۔

آئی ٹیسٹ کے مطابق مریض کی آنکھ کی پتلی کا سائز ماپا جاتا ہے۔ پھر اس کی آنکھ میں ایک دوا Tropica-mide جو آئی ڈراپ کی صورت میں دستیاب ہے ڈالی جاتی ہے۔ دوا ڈالنے کے بعد اس کی آنکھ کی پتلی کا سائز ماپا جاتا ہے۔ تجربہ سے دیکھنے میں آیا ہے کہ جس شخص کو ایلزہائمر کا مرض لاحق تھا اس کی پتلی دوا ڈالنے سے چار گنا بڑھ گئی تھی۔

جستہ جستہ

جرمنی سے محترمہ م۔ ن صاحبہ لکھتی ہیں:۔

زیور میں مجھے شروع سے ہی چوڑیاں بہت پسند رہی ہیں۔ بہت ہی شوق تھا کہ چلو کسی نہ کسی طرح دو ہی چوڑیاں بنوا لوں پر حالات کو دیکھتے ہوئے یہ بہت ہی مشکل نظر آتا تھا۔ کرنا خدا کا کیا ہوا کہ ہمارا جرمنی آنے کا پروگرام بن گیا اور کسی نہ کسی طرح ہم جرمنی پہنچ گئے۔ یہاں آکر دیکھا کہ ہر عورت کی دونوں بانہیں چوڑیوں سے سجی ہوئی ہیں تو یہ خواہش مزید زور پکڑ گئی۔ کچھ نہ کچھ کر کے میں نے بھی آہستہ آہستہ دس، دس، بیس، بیس مارک جمع کرنے شروع کئے لیکن حالات یہاں بھی کافی تنگ ہی تھے۔ لگے بندھے پیسوں میں بے شمار خرچے تھے لیکن میں مستقل مزاجی سے ایک ایک دو دو، دس دس بیس بیس کر کے جرمن مارک جمع کرتی گئی۔ دو سال میں میں نے بڑی مشکل سے ایک ہزار مارک جمع کر لئے۔ اب تو چھ چوڑیوں کے بنوانے کے لئے راہ ہموار تھی۔ اب میں موقع کی تلاش میں تھی کہ کسی جیولرز کی دکان کا چکر لگے یا کسی طرح پاکستان سے چوڑیاں بنوائی جائیں کہ اسی اثناء میں جلسہ سالانہ جرمنی منعقد ہوا۔ اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت جرمنی کو سو مساجد تعمیر کرنے کا ٹارگٹ دیا۔ اس سے کچھ عرصہ بعد کی بات ہے کہ ایک دن میں نماز میں سجدے کی حالت میں تھی کہ اچانک میرے دل میں خیال آیا کہ ہم اپنی خواہشات کے لئے کتنے جتن کرتے ہیں اس خیال کے آتے ہی میں نے دل میں مصمم ارادہ کر لیا کہ اے خدا میں وہ ہزار مارک تیری راہ میں تیرا گھر بنانے کے لئے دیتی ہوں تو میرے لئے جنت میں گھر بنا دینا۔ اور پھر میں نے وہ رقم سیکرٹری صاحب مال کے حوالے کر دی۔

اللہ نے اپنے فضل سے ہی یہ توفیق دی اور پھر خدا کا کرم دیکھیں کہ آج میں خدا کے فضل سے اٹھارہ عدد طلائی چوڑیوں کی مالک ہوں۔ مزے کی بات یہ ہے کہ مجھے بالکل پتہ ہی نہیں چلا کہ یہ میں نے کب اور کیسے لیں اور سو مساجد کا وعدہ بھی مزید بڑھانے کی توفیق ملی (الحمد للہ)۔

بقیہ مختصرات از صہ ا

بدھ ۴ جنوری ۱۹۹۵ء:

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قرآن کریم کا ترجمہ سکھایا۔ آج آپ نے سورہ البقرہ کی آخری آیات یعنی ۲۸۳ تا ۲۸۷ کا ترجمہ مع ضروری تشریح کے بیان فرمایا۔ آخری آیت کا صرف ترجمہ کیا گیا۔ وقت کی کمی کے باعث تشریح نہ ہو سکی۔

دوران کلاس ایک مرد کے مقابل پر دو عورتوں کی گواہی کے متعلق فرمایا (اس کا خلاصہ یہ ہے) کہ یہ گواہی صرف مالی معاملات میں ہے اور وہ بھی اللہ تعالیٰ نے دو عورتوں کا تو ذکر فرمایا ہے لیکن دو گواہیوں کا نہیں۔ گواہی دراصل ایک ہی ہے۔ اس ضمن میں حضور انور نے بہت تفصیل سے نہایت عارفانہ نکات بیان فرمائے۔ جو سننے سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ سوال اکثر غیر مسلم اعتراض کے رنگ میں مسلمانوں سے عورتوں کے مقام کے ضمن میں کرتے ہیں۔ اس لئے احباب کو صحیح جواب دینے کے لئے ٹیپ ضرور توجہ سے سننی چاہئے۔

جمعرات ۵ جنوری ۱۹۹۵ء:

آج تکنیکل خرابی کی وجہ سے پروگرام ٹیلی کاسٹ نہیں ہو سکے۔

جمعۃ المبارک ۶ جنوری ۱۹۹۵ء:

عام سوال و جواب کی مجلس ہوئی جس میں درج ذیل سوالات کئے گئے جن کے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تفصیلی جوابات ارشاد فرمائے۔

☆ "میثاق النبیین" میں جس وعدہ کا ذکر ہے وہ نبیوں سے کیوں لیا گیا جبکہ نبی تو سب خدائی باتوں پر سب سے پہلے ایمان لانے والے ہوتے ہیں؟

☆ اردو پروگرام سکھانے کے پروگرام .M. T. A پر کب شروع ہونگے؟

☆ اسلام کے نظام وراثت میں مختلف ورثاء کے لئے مقررہ حصہ کی مقدار مختلف ہے۔ اس کی کیا وجہ اور حکمت ہے؟

☆ درود شریف میں "آل ابراہیم" اور "کما صلیت" سے کیا مراد ہے؟ (ع ۔ م ۔ ر)

OPEN 7 DAYS A WEEK FOR

PIZZA
PASTA
BURGERS
MILK SHAKES
FRIED CHICKEN

ARNEY'S

164 GARRAT LANE,
LONDON SW18 4DA

SPECIALISTS IN HOME DELIVERY

خریداران سے گزارش

اپنے پتہ کی تبدیلی یا تصحیح کے لئے اطلاع دیتے وقت ایڈریس لیبل پر درج AFC حوالہ نمبر ضرور درج کریں شکریہ

(مینیجر)

Kenssy

Fried
Chicken

TELEPHONE 539 3773
589 HIGH ROAD,
LEYTONESTONE,
LONDON E11 4PB

PROPRIETOR: MASOOD HAYAT

Al Fazl International Weekly, London
16 Gressen Hall Road, London SW18 5QL (U.K)
ISSN: 1352 9587
TELEPHONE NO. 081-870 8517
FAX NO. 081-870 1095
Vol. 2 Friday, January 20, 1995 No. 3

شذرات

(م-ا-ح)

امن وامان کی ذمہ دار پولیس اگر چوروں ڈاکوؤں کی کانفرنس بلا کر ان سے مذاکرات کرے کہ جرائم سے ہاتھ کھینچ لینے کے لئے ان کی کیا شرائط ہوں گی اور عام شہریوں کی حفاظت کے لئے وہ کیا تجاویز دیتے ہیں تو آپ ایسی پولیس کے بارے میں کیا کہیں گے اور ان مذاکرات سے کس نتیجہ کی توقع رکھ سکتے ہیں۔ چور کا کام چوری کرنا اور ڈاکو کا پیشہ لوٹنا مارنا ہے۔ اگر آپ اس سے یہ کاروبار ترک کرنے کا پر امن مطالبہ کریں گے تو بجا طور پر وہ آپ سے متبادل روزگار کی ضمانت چاہے گا۔ یا آپ کو دھمکا کر آپ کی کمزوری سے فائدہ اٹھائے گا۔ جس کی زندگی اور بقاء کا مدار ہی اس کی اس صلاحیت پر ہو تو آپ لاکھ اسے جرم کہیں، گناہ کا نام دیں، عاقبت کا خوف دلائیں، وہ اسے جاری رکھنے پر مجبور ہے۔ اگر قانون کے منہ میں دانت اور انگلیوں میں طاقت ہے تو یا تو اسے جیل میں بند کر کے اس سے رسی بٹوائیں یا ڈنڈے کی زبان سے اس کے ذہن نشین کرائیں کہ اس کی خلاف قانون حرکات معاشرہ کو قبول نہیں، کوئی اور دھندا کرے۔ لیکن اگر قانون نافذ کرنے والے ہی اسے میز پر آمنے سامنے بٹھا کر اس کی منت سماجت کریں اور اس سے تجاویز طلب کریں تو کار طفلاں تمام خواہد شد۔

کچھ ایسی ہی صورت حال اس وقت وطن عزیز میں حکومت اور فرقہ پرست تخریب کاروں کی ہے۔ حکومت کے ترجمان ایک طرف تو یہ اعلان کرتے ہیں کہ فرقہ وارانہ عسکری تنظیموں کے پاس بے حساب جدید اسلحہ ہے اور دوسری طرف ان سے اپیلیں کر رہے ہیں کہ پر امن رہو، کسی کو نہ چھیڑو۔ بری بات ہے۔ ہمیں اخباری بیانوں میں بتایا جاتا ہے کہ ان کی سپاہ، جیالوں اور خدام کے پاس راکٹ لانچر تک ہیں۔ اور خود کار کلاشنکوف تو ان کے ہاتھ کی چھڑی ہے اور جب صوبائی گورنر حضرات ان سے اسلحہ لینے کا تذکرہ کرتے ہیں تو ان کے ناظم اعلیٰ قسم کے سربراہ سیخ پا ہو جاتے ہیں اور برملا یہ دھمکیاں دیتے ہیں کہ ہمیں ہاتھ لگا کر تو دیکھو ہم حکومت کا ہی تیا پانچا کر دیں گے۔

اب اس فضاء میں حکومت کے عمائدین ان سے مذاکرات کر رہے ہیں کہ آؤ ہمیں اپنی شرطیں بتاؤ جو ہم مان لیں تو تم بدامنی سے باز آ جاؤ گے۔ جس بنیادی فارمولے کا بہت ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے وہ یہ ہے کہ " اپنے عقیدے کو مت چھوڑو اور دوسرے کے عقیدے کو مت چھیڑو"۔ نادان نہیں سمجھتے کہ سارا فساد ہی عقیدے کے اختلاف کا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ایسی فرقہ وارانہ تنظیمیں بنانے اور انہیں مسلح کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔

صورت حال کو سمجھنے کے لئے اس بات کا فہم بہت ضروری ہے کہ جہاں عقیدے کا اختلاف ہو وہاں ہر فریق کے نزدیک صرف اسی کا عقیدہ درست ہے اور دوسرے کا غلط اور ان کے اسلام کی رو سے صحیح عقیدے کی تبلیغ و ترویج اور غلط عقیدے کی تردید و تکذیب ایک مذہبی فریضہ ہے۔ غلط عقیدہ اختیار کرنے والے اسلام اور امت سے خارج ہو جاتے ہیں اور صحیح العقیدہ کی ان کے ساتھ دوستی، رشتہ داری اور باہم برداشت حرام ہے۔ ان سب کے بڑوں نے ایک دوسرے کے بارے میں کافر، مرتد، واجب القتل اور دائرہ اسلام سے باہر ہونے کے فتوے دے رکھے ہیں اور آپس میں نکاح، نماز، جنازے میں اشتراک اور سماجی اختلاط سے منع کیا ہے۔ ان سے پوچھ کر دیکھ لیں یہ کبھی بھی ان فتووں کو واپس لینے یا کالعدم کرنے پر تیار نہیں ہونگے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ مخالف عقیدے (جو ان کے نزدیک خلاف اسلام ہوتا ہے) کو بزور مٹانے کو اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ ان کے سرخیل بڑے فخر سے اپنے ناموں کے ساتھ حامی ملت اور ماحیٔ بدعت لکھتے ہیں۔ ایسے میں ان سے یہ توقع رکھنا عبث ہے کہ وہ اپنے فتووں کی رو سے فاسق و فاجر مخالفین کو معاف کر دیں گے اور انہیں بھی برابر کی سطح پر زندہ رہنے کا حق دیں گے۔

پاکستان کی بدقسمتی کہ بداندیش ضیاء نے اپنے مفاد کے لئے مذہبی عناصر کو استعمال کیا۔ اسی کی شہہ پر انہیں فرقہ وارانہ اساس پر سیاسی جماعتیں بنانے کا موقعہ ملا۔ بیرونی ریال اور بینکوں کے سود سے وضع کردہ زکوٰۃ پر ان کی پرورش ہوئی۔ روپے کی فراوانی، مفت خوروں کی جمعیت اور اسلحہ کے حصول کے بعد اب ان کے تیور ہی اور ہیں۔ کجا یہ کہ ضیاء الحق انہیں جاہل اور جمعرات کی روٹیاں اکٹھے کرنے والے کہتا تھا اور کجا یہ کہ اب یہ حکام کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بنکارتے ہیں کہ اگر ہماری تنظیم پر پابندی کا نام لیا یا ہماری سپاہ کے اسلحہ کی طرف انگلی اٹھائی تو ہم ملک میں جو تباہی لائیں گے اس کی ذمہ داری تم پر ہوگی۔

ایسے دیدہ دلیر فتنہ بازوں اور مفسدہ پردازوں کا اصل علاج تو وہی ہے جو اس قماش کے سب مجرموں کا کیا جاتا ہے لیکن یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان کی آفت رسانی (Nuisance Value) کی صلاحیت اتنی زیادہ ہو گئی ہے کہ ارباب اقتدار بھی ان کی خوشامدیں کرنے پر مجبور ہیں۔ سب لوگ کھلی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ مساجد پر گولیاں کون چلاتا ہے، امام باڑوں میں بم کس نے پھینکے اور راہگیروں کو کس نے قتل کیا مگر ان کی دہشت اس قدر ہے کہ کوئی بھی ان کا نام لینے کی جرات نہیں کرتا۔ ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم۔ مانا کہ جان سب کو پیاری ہوتی ہے مگر اتنی نامردی بھی کیا۔ کیا دہشت پسند ملا سچ مچ اتنا دہشت ناک ہو جائے گا کہ عوام بے چارے تو ایک طرف، خود حکومت بھی اس کا سر توڑنے کی بجائے اسے سر پر بٹھائے گی۔ کیا بزدلانہ اپیلیں ہیں کہ اسلحہ بے شک رکھو، اس کی نمائش مت کرو۔ یا ملک کی چیف ایگزیکٹو، وزیر اعظم کہتی ہیں کہ علماء کے شر سے بچنے کے لئے ان کا تعاون حاصل کرنے کی ضرورت ہے (روزنامہ جنگ لندن۔ ۱۱ ستمبر ۱۹۹۴)۔ جس طرح سرکاری مساجد کے مولویوں اور خطیبوں پر سیاست میں حصہ لینے پر پابندی لگا دی گئی ہے (روزنامہ جنگ لندن۔ ۱۹ نومبر ۱۹۹۴ء)۔ اسی طرح کیا غیر سرکاری اور سیاسی ملاؤں کے منہ میں لگام نہیں دی جا سکتی۔ جو لوگ اپنی طرف بڑھنے والے ہاتھ کو توڑنے کی دھمکیاں دے رہے ہیں کیا ان کے اپنے ہاتھ آزاد رہیں گے۔ آخر ہتھکڑی کس لئے ایجاد ہوئی تھی۔

ایم۔ ٹی۔ اے۔ اسلام کے عالمگیر نظام کا ایک حصہ ہے
ہمیں مسلسل ایم۔ ٹی۔ اے۔ کے معیار کو بڑھانا ہے اور اس کے پروگراموں میں تنوع پیدا کرنا ہے

[لندن ۔ ۷ جنوری] مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی باقاعدہ روزانہ نشریات کے آغاز پر ایک سال مکمل ہونے پر ۷ جنوری ۱۹۹۵ء بروز ہفتہ ساڑھے پانچ بجے شام، محمود ہال لندن میں ایک مختصر اور سادہ سی تقریب منعقد ہوئی جس میں ایم ٹی اے کے جملہ کارکنان نے شمولیت کی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تشریف آوری پر تلاوت قرآن کریم سے کاروائی کا آغاز ہوا جو مکرم لئیق احمد صاحب طاہر نے کی۔ بعد ازاں مکرم عبدالحفیظ صاحب کھوکھر نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم کلام " آواز آ رہی ہے یہ فونوگراف سے " پڑھ کر سنایا۔ پھر مکرم آفتاب احمد خان صاحب، امیر جماعت احمدیہ برطانیہ نے حضور انور کی اجازت سے ایم ٹی اے کے متعلق اپنے جذبات کا اظہار کیا اور جماعت کو ایم ٹی اے کا تحفہ دینے پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ ایم ٹی اے کے ذریعہ احباب جماعت میں بھی ایک غیر معمولی پاکیزہ انقلاب پیدا ہو رہا ہے۔

بعد ازاں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد فرمایا کہ ہر قسم کی تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے ہمیں یہ تحفہ دیا ہے۔ مکرم امیر صاحب برطانیہ نے اپنے مختصر خطاب میں کہا ہے کہ میں نے جماعت کو تحفہ دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ تحفہ خدا کی طرف سے ہمیں عطا ہوا ہے اور یہ ساری جماعت کے لئے ہے اور صرف جماعت احمدیہ کے لئے ہی نہیں بلکہ اسلام کے لئے اس کے ظہور سے بھی بہت پہلے یہ تحفہ مقدر تھا اور اسلام کے عالمگیر غلبہ کے نظام کا ایک حصہ تھا۔ حضورؒ نے فرمایا کہ ایم ٹی اے کے اجراء پر معاندین احمدیت حیران و سراسیمہ۔ وہ اندر سے غصہ سے ابل رہے ہیں اور انہیں سمجھ نہیں آ رہی کہ وہ کیا کریں۔ وہ اس کے مقابل پر ٹی وی جاری کرنا چاہتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ میں ان کے معاندانہ پروگراموں کا منتظر ہوں کیونکہ اس طرح دنیا کو پتہ لگے گا کہ حقیقی اسلام کیا ہے اور کہاں ہے۔ حضور نے بتایا کہ عربوں کی طرف سے ایم۔ ٹی۔ اے۔ ک پروگراموں میں بہت دلچسپی ظاہر کی جا رہی ہے۔ چنانچہ بعض کثیر الاشاعت عرب اخبارات نے ایم ٹی اے کے پروگراموں کی اپنے اخبار میں اشاعت کے لئے ہم سے اجازت طلب کی ہے اور لکھا ہے کہ ایم ٹی اے سے اسلام کا صحیح مفہوم پیش کیا جاتا ہے جس کی عربوں کو بہت ضرورت ہے۔ حضور نے فرمایا کہ عرب ایک لمبے عرصہ سے اسلام کی حقیقت کو سمجھنے سے محروم تھے وہ اسلام کے نام پر سیاسی اغراض کی خاطر مارے جا رہے ہیں۔ ایم ٹی اے عربوں کے دلوں اور ذہنوں میں کشادگی پیدا کر رہا ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تمام کارکنان کا جنہوں نے اس عظیم منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے میں مدد کی ہے اور بڑی محنت اور خلوص سے رضا کارانہ طور پر نہایت استقلال کے ساتھ خدمات بجا لا رہے ہیں شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ مجھے شروع میں اندازہ نہیں تھا کہ ہم کتنی بڑی ذمہ داری اٹھا رہے ہیں اگر پہلے سے اندازہ ہوتا کہ کس قدر زیادہ اخراجات اس پر ہونگے اور کتنے زیادہ کارکنان کی ضرورت ہے تو شاید میں اس اقدام کی جرات نہ کرتا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے سب کچھ مہیا فرما دیا۔ نہ مال میں کمی آئی نہ کارکنان کی۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ انشاء اللہ ایم ٹی اے، تیزی سے ترقی کرے گا اور عملاً ایسا ہو رہا ہے لیکن ہمیں مسلسل اپنے معیار کو بڑھانا ہے اور پروگراموں میں تنوع پیدا کرنا ہے۔ ہمارے پروگرام Productive، معلوماتی اور بامقصد ہونے چاہئیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ پروگرام میں بوریت نہ ہو۔ اگر صرف دلچسپ پروگرام ہوں اور ان میں مقصدیت نہ ہو تو یہ ایم ٹی اے کا کردار نہیں۔ اگر معلوماتی پروگرام ہوں لیکن بور ہوں تو یہ بھی ہمارا مقصد نہیں۔ حضور نے مثال کے طور پر بتایا کہ انرجی کے حصول کے سستے ذرائع سے متعلق اور انرجی کی کمی کو دور کرنے سے متعلق پروگرام تیار ہونے چاہئیں۔ ہمارے کئی احمدی سائنس دان ہیں جو اس میدان میں کام کر رہے ہیں۔ تیسری دنیا کی رہنمائی کے لئے اس قسم کے پروگرام تیار ہوں تو اس سے انسانیت کی خدمت ہوگی۔ اسی طرح ردی اور متروک میٹریل کو دوبارہ قابل استعمال بنانے سے متعلق جو تحقیقات ہو رہی ہیں اور جو کام ترقی یافتہ ممالک میں ہو رہے ہیں ان کی روشنی میں دلچسپ پروگرام بنائے جا سکتے ہیں۔ اسی طرح مختلف قومی سوشل یا مذہبی تقریبات سے متعلق پروگرام بن سکتے ہیں۔ سکاٹ لینڈ یارڈ پولیس کس طرح کام کرتی ہے۔ برٹش میوزیم لائبریری وغیرہ بہت سے موضوعات ہیں تمام دنیا کے ممالک اسی طرز پر پروگرام بنائیں تو ایم ٹی اے کے لئے وقت کی کمی ہو جائے گی اور جب ایسا ہو گا تو پھر خدا تعالیٰ اور مال بھی بھیج دے گا اور وقت بھی مہیا فرما دے گا۔

حضور نے فرمایا کہ ہمارے پروگراموں کا حسن سادگی میں ہے۔ آپ جیسے ہیں ویسے ہی اپنے آپ کو پیش کریں۔ حضور نے ان تمام خواتین کا بھی شکریہ ادا کیا جنہوں نے ایم ٹی اے کے سلسلہ میں حیرت انگیز طور پر خدمت کی ہے۔ اور مسلسل کر رہی ہیں وہ بغیر شور کے اسلامی تعلیمات کے مطابق احمدیت کی بہترین روایات کو قائم رکھتے ہوئے بڑی خوشی اور بشاشت سے کام کر رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو بہترین جزا دے۔ دعا پر یہ تقریب ختم ہوئی۔

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْهُمْ تَسْحِيْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

Designing & Setting by Khalifa Rawahuddin Ahmad